

پندرہویں معارف فیچر

مدیر:
سید شاہد ہاشمی

MA'ARIF FEATURE

ناشر: مدین: منعم ظفر خان، سید سعیج اللہ حسینی، نوپرنون - معاون مدین: غیاث الدین، محمد عبید قادری

ڈی - ۳۵، ۳۵، بلاک - ۵، فیڈرل بُلی ائریا، کراچی - ۷۵۹۵۰

فون: ۰۳۲۸۰۹۲۰۱ - ۰۳۲۳۲۹۸۳۰ (۹۲-۲۱)، فیکس: ۰۳۲۳۶۱۰۳۰

برقی پاپ: www.irak.pk, ایمیل: irak.pk@gmail.com

- ۱۔ معارف فیچر ہر ماہ کیم اور رسول نارکنوں کو شائع کیا جاتا ہے۔ اس میں دنیا بھر سے (ہمیں) وستیاب ایں معلومات کا انتخاب بیش کیا جاتا ہے۔ جو اسلام سے وابحی اور ملت اسلامیہ کا در در کھنے والوں کے غور و مکر کے لئے اہم یا منفی ہو سکتی ہیں۔
- ۲۔ بیش کیا جانے والا لواز مہ بالعمم بلا تصریح شائع کیا جاتا ہے۔ کسی مضمون، نقطہ نظر، خیال یا معلومات کے انتخاب کی وجہ سے ہمارا تقاضا نہیں اس کی اہمیت ہوتی ہے۔ کسی مضمون یا معلومات کی مدل تزویہ یا اس سے اختلاف پر بیش لواز مہ کو بھی جگہ دی جا سکتی ہے۔
- ۳۔ معارف فیچر کو بہتر بنانے کے لیے مغایر معلومات کے حصول یا ان کے ذریعہ تک رسائی میں آپ کی مدد کا خیر مقدم کیا جائے گا۔
- ۴۔ ہمارے فرماں کردہ لواز سے کمزیر، لیکن غیر تجارتی ابلاغ کی عام اجازت ہے۔
- ۵۔ معارف فیچر کی کوئی قیمت مقرر نہیں۔ تاہم معلومات کی ضرورت بھی رہتی ہے اور عطیات قبول بھی کیے جاتے ہیں۔ اسلامک دیسرچ اکیڈمی کو اچھی

حال میں ایک اہم کھلاڑی کے طور پر دیکھتا ہے۔ بھارت افغانستان کی موجودہ صورت حال میں القاعدہ اور طالبان کی مدد کا ا Razam پاکستان پر عائد کرتا ہے۔ ماسکونے گزشتہ رسول میں بھارت کے برلنک طالبان کے ساتھ بھی تعلقات قائم کیے ہیں، جب کہ بھارت ابھی تک شامی اتحاد سے تعلقات پر اکتفا کیے ہوئے ہے۔ ۲۰۱۲ء میں پاکستان، چین اور روس نے افغانستان کے معاملات پر مذاکرات کیے، ان مذاکرات میں افغانستان کی عدم نمائندگی کی وجہ سے انھیں تقدیم کا نشانہ بنا لیا گیا۔ اس کے بعد ان مذاکرات میں تو سچ کر کے افغانستان، ایران اور بھارت کو بھی اس کا حصہ بنایا گیا۔ اسی طرح SCO میں پاکستان کی شمولیت اور SCO افغانستان رابط گروپ کے حوالے سے معاملات کو حقیقی ہٹل دینے کے عمل نے ان دو ممالک (پاکستان، روس) کو اس مسئلے پر باہمی شراکت داری کا ایک اور پلیٹ فارم مہیا کیا۔ دوسری طرف شراکت داری کا ایک اور پلیٹ فارم مہیا کیا۔

پاک روں تعلقات کے بھارت پر اثرات

Nivedita Kapoor

کے تعلقات میں اہم موڑ ثابت ہوا۔ اس دورے کے نتیجے میں روس نے پاکستان کو اسلحہ کی فروخت سے پابندی اخانتے ہوئے چار Mi-35 میلی کاپڑ دینے کا فیصلہ کیا اس کے ساتھ ساتھ ایک اعشاریہ سات ارب ڈالر کی لاگت سے تعلقات میں گرم جوشی دیکھنے میں آئی ہے۔ قیام پاکستان کے وقت سے ہی سر دنگ کی وجہ سے روس سے تعلقات اچھے نہیں تھے، پھر ۸۰ء کی دہائی میں سی آئی اے کے کہنے پر پاکستان نے افغان جاذبی کی حمایت کر کے اپنے تعلقات میں بھرتی چاہتے ہیں۔ پاک روں تعلقات میں بھرتی:

تعلقات میں آئے والی بذریعہ بھرتی کو خلے میں آئے والی تبدیلوں کے تاظر میں دیکھا جانا چاہیے۔ ۲۰۱۲ء میں امریکا نے افغانستان میں فوج کم کرنے، جب کہ ۲۰۱۳ء میں وہاں سے نکل جانے کا اعلان کیا۔ اس وقت تک روس اپنے اڑور سونخ کو اس علاقے تک پڑھانے کے حوالے سے پہلے ہی اپنے ارادوں کا انہصار کر چکا تھا۔ روس کی افغانستان میں دلچسپی لینے کی دیگر وجوہات وسط ایشیائی ریاستوں کے وفادنے کے ۲۰۰۰ء میں پاکستان کا دورہ کیا، لیکن اس کے بعد تعلقات میں بھرتی کے کھلنے کے بعد دونوں طرف سے تعلقات میں بھرتی کے لیے کوئی خاطر خواہ کو شش نہیں کی گئی۔ ۲۰۰۳ء میں پاکستان کے صدر جیzel پروین مشرف نے ماسکو کا دورہ کیا، جب کہ روس کی طرف سے وزیر اعظم کی سطح کے وفد نے ۲۰۰۴ء میں پاکستان کا دورہ کیا، لیکن اس کے بعد بھی کوئی قابل ذکر تباہ حاصل نہ کیے جاسکے۔

اس کے بعد ۲۰۱۰ء میں صدر آصف علی زرداری اور Dmitri Medvedev کے درمیان باخاطب ملاقاتوں کے نتیجے میں پچھلی بیش رفت ہوتی ہوئی دکھانی دی۔ اور ان ملاقاتوں کے بعد ہی صدر آصف علی زرداری نے ماسکو کا دورہ کیا۔

کے بعد ہی صدر آصف علی زرداری نے ماسکو کا دورہ کیا۔ چھ سال کے وقفے کے بعد روسی وزیر خارجہ Sergei Lavrov نے ۲۰۱۲ء میں پاکستان کا دورہ کیا۔ پھر ۲۰۱۳ء میں روی وزیر دفاع Sergei Shoigu نے پاکستان کا دورہ کیا۔ جو

اندرونی صفات پر:-

- افریقی ممالک نے اپنی سرحدیں کیوں بند کیں؟
- افغانستان "حاموش انخلاء" کی کہانی
- چین جرمن تعلقات
- بھارت: وقوع کے نام پر!
- پاکستان میں "متوسط طبقے کی موت"
- زندگی کوئی کہانی نہیں!
- بی جے پی کے لیے "ریپاپڈر"
- ۲۰۱۸ء اور ۲۰۱۹ء کا نوبل انعام برائے ادب کشمیر کی آزادی۔۔۔ اب یا کبھی نہیں!
- کرپشن ہے کیا؟

تعقات کو آگے بڑھا رہا ہے۔ حالیہ دنوں میں ہونے والے SCO اجلاس اور BRI فورم میں بھی روی صدر ولادی میر پون نے عمران خان سے صرف نیر کی گلگولی کے ساتھ کے بر عکس پون نے مودی کے ساتھ SCO کے اجلاس کے دوران نہ صرف رئی گلگولی بلکہ بھارتی رہنماؤں کے اکنامک فورم کی صدارت کی پیش کش بھی کی۔ ۲۰۱۸ء میں ہونے والا غیر کی ”سوپر سٹ“ بھی تھا اور کاشکار ان تعقات کو محال کرنے کی ایک کوشش ہی تھی۔

روں، جیمن کے ساتھ بڑھتے ہوئے تعقات اور ایشیا پیغماں میں اپنی کمزوریوں سے بہت اچھی طرح واقف ہے۔ اس صورت حال میں اگر بھارت، روں، جیمن اور پاکستان کے اتحادی تسلیک کا خطروں محسوس کرے گا تو روں کے ساتھ اس کے تعقات کو تقصیان پہنچ گا۔ بھارت نہ صرف روں کا تزویری تراکت دار ہے بلکہ وہ پاکستان کے مقابلے میں کئی گناہوںی منڈی بھی ہے۔ روں کے اقدامات کی وجہ سے اگر بھارت امریکا کی قبرت اختیار کرتا ہے تو روں کے لیے فتح کا سودا نہیں ہو گا۔ بھارت اپنی ترقی کرتی ہوئی میعشت اور اپنے تزویری اثر و رسوخ کی وجہ سے روں کی ”ایشیا پالیسی“ کے لیے اہمیت کا حامل ہے۔

بھارت کے لیے بھی روی شرکت داری خاص اہمیت رکھتی ہے اور وہ بھی چاہے گا کہ روں کے ساتھ تعقات کی رکھتی ہے اور وہ بھی چاہے گا کہ روں کے ساتھ صورت خراب نہ ہو۔ روں اور جیمن کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ اور تعقات پر خدشات کے باوجود بھارت اپنی خابجہ پالیسی کو متوازن رکھنے کی کوشش کر رہا ہے اور SCO RIC اور BRICS میں اعلانی فورم میں اپنا کرواردا کر رہا ہے۔ عالمی سطح پر آنے والی تبدیلوں کی وجہ سے دنوب ممالک کے تعقات میں اہم موڑ آئیں گے، لیکن دنوب ممالک کو ایسے اقدامات کرنے کی ضرورت ہے جس سے تعقات کی اہمیت نہ صرف برقرار رہے بلکہ تعقات مستحکم بھی رہیں۔

بھارت کی طرف سے اقتصادی شرکت داری میں بہتری اور مستقبل کی واضح منصوبہ بنندی ترجیحات میں شامل ہوئی چاہیے تاکہ روں پاکستان کے ساتھ تعقات کو انہیں کے ساتھ آگے بڑھائے۔ اسی طرح روں کو بھی چاہیے کہ وہ بھارت کے خدشات کو نظر رکھتا کا بھرتی ہوئی اس طاقتور ریاست کے ساتھ تعقات خراب نہ ہوں۔ (ترجمہ: محمد نبی دنوب)

^{"Russia-Pakistan relations and its impact on India". ("orfonline.org". July 3, 2019)}

S400 میزائل و فائی نظام فراہم کرے گا۔ اس کے علاوہ ۵۰ ملین ڈالر کی چار فریگیٹ اور اگلے سال ۳۰ رابر ڈالر کی اسی آبوز بھی مہبیا کرے گا۔ اسی طرح ۹۰۴۲ T-90 نیک خریدنے کے معاهدے پر دستخط ہوئے ہیں، جن کی مالیت تقریباً ڈالر کے قریب تباہی چار ہی ہے۔ دنوب ممالک مل کر AK-203/103 رائل بھی تیار کریں گے۔ ۲۰۰۰ء سے دنوب ممالک کے مشترک کے سینیارہا معاہدگی سے منعقد کیے جا رہے ہیں اور تقریباً ہر سال ہی دنوب ممالک کے دنوب دورے بھی کرتے رہتے ہیں۔ دنوب ممالک بھارت اور روں اپنے تعقات کی تزویری ایتی اہمیت کو سمجھتے اور اس کی قدر بھی کرتے ہیں، یہ تعقات سات دہائیوں پر مشتمل ہیں۔ کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ روی صدر نے بھارت سے تعقات کی وجہ سے ہی اسلام آباد میں دو طرفہ سربراہی اجلاس میں شرکت سے احتساب کیا۔

اگرچہ گزشتہ عرصے میں روں کی جانب سے پاکستان کو اسٹنکی کی فروخت میں اضافہ ہوا ہے، لیکن امریکا کی جانب سے پاکستان کو اسٹنکی کی فروخت میں کمی کا سب سے زیادہ فائدہ جیمن نے اٹھایا ہے، جس کا اندازہ بیچ دیے گئے اعداد و شمار سے لگایا جا سکتا ہے۔ دوسری طرف بھارت کو روی اسٹنکی فروخت میں نمایاں کمی دیکھنے میں آئی ہے۔ ۲۰۱۰ء سے ۲۰۱۲ء تک بھارت کو اسٹنکی کی فروخت میں روں کا حصہ میں قیصر تھا جو ۱۸-۲۰۱۲ء تک کم ہو کر ۵۸ فیصد رہ گیا ہے۔

اگرچہ روں بھارت تعقات کی نویجت پاکستان روں تعقات کی نویجت سے بہت مختلف ہے لیکن پاکستان اور روں کے بڑھتے ہوئے تعقات کی وجہ سے بھارت میں تشویش پائی جاتی ہے۔ روں کی اپنے خصوصی تزویری تراکت دار کے خدشات کے باوجود پاکستان کے ساتھ بڑھتے ہوتے ہوئے تعقات افغانستان اور سطحی ایشیا میں نہ صرف اس کے مفادات کی عکاسی کرتے ہیں بلکہ یہ بھارت کے امریکا سے بڑھتے ہوئے تعقات پر اپنی ناراضی کا اشارہ بھی دے رہے ہیں۔ امریکا کے ساتھ بہتر ہوتے تعقات کے علاوہ، جرکاٹل میں امریکی حکمت عملی اور ماسکو کی جیمن سے قربت نے بھی حرکیات کو یچیدہ کر دیا ہے۔

اختتامیہ: روں نے پاکستان کے ساتھ تزویری ایتی تعقات کو آگے بڑھانے کی حکمت عملی پہلے سے ہی مرتب کر لی ہے، لیکن فی الحال وہ بھارت کی ناراضی کے پیش نظر بہت احتیاط سے ان

صدر ڈرمپ نے پاکستان کو اسٹنکی کی فروخت متعطل کی اور دنوب کے درمیان تعقات کشیدہ ہوئے تو پاکستان کو ماسکو کی ضرورت پہلے سے زیادہ محسوس ہوئی۔

اس طرح کے اقدامات کے ساتھ یہ نکلے کہ دنوب ممالک میں وزارتی اور مسلح افوaj کے سربراہان کی سطح پر دورے کیے جانے لگے اور ۲۰۱۲ء سے دنوب ممالک کی مشترک جنگی مشقیں بھی شروع ہو گئیں۔ ان فوجی مشقوں کے بارے میں جب یہ اطلاعات موصول ہوئیں کہ یہ گلگلتہستان میں ہوں گی تو بھارت نے اس پر کافی سورچا لیا کیوں کہ بھارت اس علاقے پر پاکستان کے قبضے کو غیر قانونی قرار دیتا ہے۔ پھر یہ مشقیں چیراث میں منعقد کی گئیں۔ ۲۰۱۸ء میں فوجی سطح پر عینیکی تعاون کے لیے ایک معاہدہ کیا گیا، جس کا مقصد اسٹنکی کی تسلیل وغیرہ کے معاملات کو دیکھنا تھا۔ ایک برس بعد فوجی معاملات میں عینیکی نویجت کی تراکت داری کے لیے کمیشن کا قیام عمل میں لایا گیا۔ لیکن اسی نکل کوئی نیا معاہدہ نہیں ہوا اس طرح گیزپر دم پاکستان کو LNG کی تسلیل کے لیے بھی کوشش ہے اور اس خطے میں گیس پاپ لائن بچانے کا ارادہ بھی رکھتی ہے، یہ پاپ لائن فی الحال تو خطے کی مجموعی صورت حال کی وجہ سے قطعاً کا شکار ہے۔ ۲۰۱۸ء میں بھری فوج کے باہمی تعاون کے معاملہ پر بھی دستخط ہوئے۔ ۲۰۰۳ء میں ”رشیا پاکستان جوائنٹ درکٹ گروپ“ برائے انساد و دشت گروہ، ”کا قیام عمل میں لایا گیا، جس کے سال ۲۰۰۹ء تک صرف چار اجلاس ہوئے۔ ۲۰۱۲ء میں اس گروپ کو از سرنو فعال کیا گیا، پھر ۲۰۱۳ء ۲۰۱۴ء ۲۰۱۸ء میں اس کے اجلاس ہوئے اور اب اس سال بھی اس کے اجلاس کا انعقاد لیتی ہے۔

اسی طرح ۲۰۱۸ء میں دو طرفہ تجارت کا جنم ڈرہ کر ۸۰۰ ملین ڈالر ہو گیا، جو کہ گزشتہ برس ۴۰۰ ملین ڈالر تھا۔ ۲۰۰۰ء میں ”ائزگور نسخل کمیشن“ قائم کیا گیا جو کہ تجارت، میعشت، سائنس اور عینیکی معاونت کی فرائی کے لیے بنا لایا گیا تھا، جس کے اجلاس باقاعدگی سے منعقد نہ ہو سکے۔

اگر ان اعداد و شمار کا موازنہ بھارت سے کیا جائے تو صورت حال بالکل مختلف ہے، ۲۰۱۸ء میں بھارت اور روں کے ماہین بخارتی جنم ۱۰ ارب ڈالر تھا جو کہ اگرچہ زیادہ نہیں ہے لیکن پاکستان کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ اگر دنایی شبے پر نظر ڈالی جائے تو صرف ۲۰۱۸ء میں ۵۶۵ رابر ڈالر کے معاملوں پر دستخط کیے گئے جس کے تحت روں بھارت کو

یہ نہیں جانتے اُن کے لیے اطلاع ہے کہ اب یہ جرم ہے،
سرحد اگلے نوٹس تک بند ہے گی۔
کینیا نے سیکورٹی اور بعض اوقات سفارتی وجوہات کے
بیش نظر متعدد واقع پر صومالیہ کے ساتھ اپنی سرحد بند کی ہے۔
روانڈا۔ کانگو

متعدد ممالک نے جمہوریہ کانگو میں ایپولا کی وبا کے بعد
عالیٰ ادارہ صحت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ سرحدوں کو بند نہ
کرے، جبکہ روانڈا میں حکام نے کئی گھنٹوں کے لیے کانگو
سے ملی اپنی سرحد بند کر دی۔ اس بندش کی وجہ کانگو کے شہر گوما
میں وبا سے ہونے والی تیسری موت تھی۔ یہ شہر روانڈا کے شہر
گیسینی اور دوسرے شہروں کے ساتھ واقع ہے اور ان شہروں
میں رہنے والے متعدد شہری روزگار اور دیگر سرگرمیوں کے
لیے سرحد پار کرتے رہتے ہیں۔

انتحو پیا اور اسی پیمانے پر اپنی سرحدوں کو دوبارہ کھولنے کا
چشم منانے کے ایک سال بعد صدر اسیاس افریکی کی
حکومت نے اپنے عہدے کو کسی قسم کی سرکاری وضاحت دیے
بیش کی مقامات سے سرحدی مقامات کو بند کر دیا۔

Equatorial Guinea کی دیوار کا معاملہ
اگست میں، کیمرون میں حکام نے Equatorial Guinea کی مشترک سرحد کے ساتھ دیوار بنانے کے منصوبوں پر تشویش کا اظہار کیا۔ متعدد فرائیں کے مطابق Equatorial Guinea نے کیمرون پر الزام عائد کیا ہے کہ وہ مغربی افریقیوں کو غیر قانونی طور پر اس کے علاقے میں داخل ہونے دیتا ہے۔ (ترجمہ: اعظم طارق، بتا)

"Why African nations close borders: Nigeria, Sudan, Rwanda, Kenya, Eritrea". ("africanews.com". Oct. 18, 2019)

بقیہ: بھارت: وفاع کے نام پر!
گھروں سے بیشہ کے لیے نکال دیے جانے کا خدش لاحق ہے۔ یوپیا گاؤں سے ۳۳ کلومیٹر دور واقع ناگا گاؤں میں چاول کے کاشت کا شریمر چاند کہتے ہیں کہ اس بات کا امکان نہ ہونے کے برادر ہے کہ ہماری اگلی نسل اپنے گاؤں میں رہ پائے گی۔ ان کا کہنا ہے کہ ہمیں اب کوئی امید نہیں کہ بھارت اور پاکستان کے درمیان کبھی آن قائم ہو سکے گا۔ ہمارے لیے سلامتی ہے نہ روزگار۔ (ترجمہ: محمد احمد خان)

"India's increasing defenses eat away at farmland along border with Pakistan". ("Reuters". Oct. 30, 2019)

افریقی ممالک نے اپنی سرحد میں کیوں بند کیں؟

کنارے تیل کے پلیٹ فارمز کے ذریعے بھیجا جاتا ہے۔

جیہد علی نے کہا کہ سرحدوں کو دوبارہ کھولنے کا انعام حاصل ہے۔

ریاستوں کی کارروائیوں پر ہو گا اور جب تک کہ وہ اور نایجیریا

اس بات پر تشقق نہیں ہیں کہ ملک کے اندر کوں اس سامان درآمد

یا برآمد کیا جانا چاہیے، اس وقت تک سرحد بند ہیں گی۔

نایجیریا کے اس القام سے مختلف قسم کی اشیاء

خودروں، جیسے چاول، ٹماٹر، ہرغنی اور چینی، صارفن کے لیے

مہنگا ہونے کا مکان ہے۔

ابوجا میں "گرگوت سینٹر اکنائس ایڈ پالیسی ریسرچ"

کے ڈائریکٹر نویسا وہنگلی نے بتایا کہ برآمدات پر بھی پابندی

ہے، جس سے زندگی سرحدوں کے ذریعے ماریل اور تل کے

بنیوں کی نفل و حرکت بند کر دی گئی ہے۔

سوڈان

گزشتہ دنوں سوڈان نے لیبیا اور سلطی افریقی جمہوریہ

کے ساتھ اپنی سرحدیں بند کر دیں۔ سوڈانی حکام کی جانب سے

جاری کردہ ایک بیان میں کہا گیا کہ سرحدوں کی بندش نہ ہونے

کی وجہ سے گاڑیاں غیر قانونی طور پر دنوں ممالک کے ساتھ

سرحدوں کو عبور کر رہی تھیں، جس کی وجہ سے سرحدیں غیر محفوظ

ہوتی جا رہی تھیں۔

روانڈا۔ یونگڈا

اس سال اگست میں، یونگڈا اور روانڈا نے اپنی سرحدیں

دوبارہ کھولنے پر اتفاق کیا اور ایک سفارتی تازیع کو مل

کرنے کا عزم کیا، جس نے دشمنی کا خدش پیدا کیا تھا۔ روانڈا

نے فروری میں یونگڈا کے ساتھ ایک مصروف سرحدی گزرگاہ

بند کر دی تھی، اس نے اپنے پڑوی پر الزام لگایا تھا کہ وہ ان

کے شہریوں کو ہر سال کرنے کے علاوہ کیمبالی حکومت کے

خلاف با غنی مگر وہوں کی پشت پناہی بھی کرتا ہے۔

کینیا۔ صومالیہ

روانہ سال جون میں، کینیا نے صومالیہ کے ساتھ اپنی

سرحد بند کر دی اور درہشت گردگروہ افتاب کے خلاف سیکورٹی

کارروائیوں کے لیے سرحد پار تجارت مغلظ کر دی تھی۔

پولیس چیف کیوائی موچکی نے اس وقت اپنے ایک

بیان میں کہا: "سیکورٹی خدشات سمیت ہم انسانی اور منشیات

کی اسمگنگ سے بھی آگاہ ہیں۔ اسے رکنا چاہیے۔ جو لوگ

Daniel Mumbere

کینیا، روانڈا اور سوڈان کی طرف سے حالیہ مہینوں میں

اپنے ہمایع ممالک کے لیے سرحد کی بندش کا معاملہ سامنے

آیا ہے۔ اب ان ممالک میں نایجیریا اپنی سرحد کو بند کرنے

والاتازہ ترین افریقی ملک بن گیا ہے۔

سرحد کی اس بندش کی وجہ سفارتی تازیعات، بیکوئٹ خدشات،

صحت سے متعلق معاملات اور معاشری تخفیفات وغیرہ شامل ہیں۔

براعظم افریقا کی سب سے بڑی میکیت نایجیریا کی طرف

سے یہ القام درحقیقت براعظم کے انعام کی کوششوں پر تماضا

ہے۔ حالانکہ حال ہی میں افریقی ممالک کے درمیان سامان

اور افراد کی آزادانہ نقل و حمل کا ایک معاملہ ہوا ہے۔ ان ممالک

نے مختلف وجوہات کی بنا پر یہ اقدامات اٹھائے ہیں، ان

ممالک نے یہ اقدامات کیوں کیے، آئیے جائزہ لیتے ہیں۔

نایجیریا

۱۴ اگست ۲۰۱۹ء کو افریقی ملک نایجیریا کی کشمکشی نے

قدمیں کی کاس نے اپنی زندگی سرحدیں غیر معینہ دست کے لیے

بند کر دی ہیں، کشمکشی کا کہنا ہے کہ وہ اسمگنگ کو روک کے کے

لیے سامان کی ہر طرح کی نفل و حرکت بند کر رہی ہے۔

نایجیریا کی کشمکشی کے لیے جسید علی نے یہ اقدامات کیے،

دارالحکومت ابو جاہیں نامہ بھاروں کو بتایا: "ہر قسم کے سامان کو حاری

زندگی سرحدوں کے ذریعے برآمد کرنے یا درآمد کرنے پر پابندی

عامد ہے، ہم ہر آنے والی چیز کو اپنے کنٹرول میں رکھنا چاہتے ہیں۔"

جسیکہ ہمیں نایجیریا کی سرحدوں کے پار تجارت

میں بندش کے حوالے سے پہلا باضابطہ سرکاری اعلان تھا،

جس کی اطلاع پہلے ہی اگست میں مقامی میڈیا دے چکا تھا،

لیکن اب جسید علی نے اس کی باقاعدہ صدمتی کر دی۔

آنھوں نے مزید کہا: "اہم اس بارے میں حکومت عملی ط

کر رہے ہیں کہ سرحدوں کے قریب سامان پہنچانے پر اسے

کیسے ہمکر طریقے سے ہینڈل کیا جائے کہ وہ اسمگنگ کا حصہ

ہو۔ ان اقدامات سے سامان کو پیچ کرنے کے لیے خاص

مقامات پر خصوصی اسیزیز کے ذریعے چیکنگ ممکن ہو سکے گی۔

اس بندش کا نایجیریا کی معاشری طور پر اہم برآمدات میں

شامل "تیل" پر کوئی اثر نہیں پڑا، جو بند رگا ہوں اور سند رکے

کمی نومبر ۲۰۱۹ء

افغانستان ”خاموش انخلاء“ کی کہانی

Thomas Gibbons-Neff

and Mujib Mashal

جواب میں طالبان سے صرف اس بات کی ہمانت مانگی جائی تھی کہ وہ (طالبان) تشدد کر دیں گے۔

طالبان سے امریکی حکام کے مذاکرات تمثیر میں اس

وقت اچانک ختم ہو گئے، جب صدر ڈرمپ نے پلک کھینچ لیا۔

معاہدے کا مسودہ تیار ہو چکا تھا۔ تب سے اب تک امریکی حکام یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے آئے ہیں کہ طالبان سے رابطے کامل طور پر ختم نہیں ہوئے اور کسی نہ کسی نکل میں بات چیز جاری ہے۔ اکتوبر کے وسط میں افغانستان کے لیے امریکا کے خصوصی نمائندے زلے غلیل زاد نے پاکستانی دارالحکومت اسلام آباد میں طالبان کے نمائندوں سے ملاقات کی۔

افغان حکومت کی ایک شکایت یہ تھی کہ امریکا کو فوجیوں کی تعداد گھٹانے کی بات طالبان کے بجائے اس سے کرنی چاہیے تھی۔ طالبان سے کوئی معاہدہ طے پائے اس سے قبل ہی امریکی فوجیوں کا انخلاء امریکی کمانڈر کے ساتھ ساتھ افغان حکومت کو بھی سکون کا سانس لینے کا موقع فراہم کرے گا۔

گزشتہ برس جنوری میں افغان صدر اشرف غنی نے افغانستان میں اخراجات کم کرنے کی صدر ڈرمپ کی شدید خواہش کے پیش نظر کہا تھا کہ اگر امریکی حکام فوجیوں کی تعداد کم کرنے کے حوالے سے طالبان سے کوئی اچھی ڈیل نہ کر پائیں تو افغان حکومت برداہ راست بات چیز کے لیے تیار ہے۔

جزل آئش ملنے بہت پہلے افغانستان میں تعینات رکھے جانے والے امریکی فوجیوں کی تعداد ۸۲۰۰ مقرر کی تھی۔ یہ فوجی افغان فورسز کی بھرپور معاونت کی پوزیشن میں بھی ہوں گے۔

جزل مل آئشل آپریشنز آفیسر ہیں۔ ان کی شہرت ملٹری پوزیشن کو کم جنم کے ساتھ متوازن رکھنے اور مشن ہر حال میں کامیابی سے مکمل کرنے کے حوالے سے ہے۔ جزل ملنے ایک سال کے دوران افغان مشن کی قیادت کی ہے۔ اس دوران امریکی فوجیوں نے افغان فوج کے لیے عمل نواز رویے کی حامل قیادت یقینی بنانے پر توجہ دی ہے تاکہ جگ کا بوجھ افغان فوج اٹھائے اور افغانستان میں امریکی فوج کی قیادت اپنے وسائل پر طریق احسن بروئے لانے پر متوکل رہے اور ضرورت پڑنے پر افغان فوج کو فتحنامی قوت سے معاونت حاصل رہے گی۔

۲۰۱۰ء اور ۲۰۱۱ء میں جب افغان جنگ نقطہ سر وع پر تھی تب افغان فرز میں پر تعینات امریکی فوجیوں کی تعداد

زیادہ امریکی فوجیوں کو واپس بلانے کی تیاریاں شروع کیں۔

طالبان سے مذاکرات کے دوران امریکی حکام نے چاہا کہ کسی ایسے معاہدے پر دستخط ہو جائیں جس کے تحت افغان سر زمین پر ایک خاص تعداد میں امریکی فوجی تعینات رکھنا ممکن ہو سکے۔ طالبان کا مطلب ہے کہ امریکا ان کی سر زمین سے اپنے تمام فوجیوں کو واپس بلائے۔

طالبان سے کسی باضابطہ معاہدے کے طے پانے سے قبل ہی افغانستان سے امریکی فوجیوں کے خاموش انخلاء کا

ایک واضح مطلب یہ ہے کہ امریکا مذاکرات کی میز پر اپنی پوزیشن کمزور کر رہا ہے۔ اگر افغانستان میں تعینات امریکی فوجیوں کی تعداد غیر معمولی حد تک کم ہو گئی تو طالبان پر دباؤ ڈالنا، ان سے کوئی بڑی بات منوانا انہائی دشوار ہو گا۔ ساتھ ہی اور ان سے کسی باضابطہ معاہدے کی مبنی، بہت دور کھائی دیتی ہے۔ افغانستان میں تعینات امریکی فوجیوں کے تالپ کماڈر جزل آئش ایس ملنے ایک پریس کالفرنس میں بتایا کہ ایک سال کے دوران دو ہزار امریکی فوجیوں کو وطن واپس بھیجا گیا ہے، جس کے نتیجے میں افغانستان میں تعینات امریکی فوجیوں کی تعداد بارہ ہزار رہ گئی ہے۔ امریکا نے طالبان نے مذاکرات کے دوران اس بات پر رضامندی ظاہر کی تھی کہ افغان فرز میں پر تعینات امریکی فوجیوں کی تعداد اس سے آٹھ ہزار تک لائی جائے گی۔ افغان اور امریکی حکام نے بتایا ہے کہ امریکی فوجیوں کا انخلاء چاری رات قابوی رہ جانے والے امریکی فوجیوں کی تعداد ۸۲۰۰ تک گرفتی ہے۔

فارس نیوز سے ایک اندرونی میں صدر ڈرمپ کی زبان لڑکھڑا گئی اور انہوں نے یہ کہا کہ افغانستان میں تعینات امریکی فوجیوں کی تعداد ایسا ہزار تین بلکہ ۹ ہزار ہے۔ اس سے طالبان نے یہ مفہوم اخذ کیا کہ اب امریکی حکام کسی باضابطہ معاہدے کا انتظار کرنے کے بجائے افغانستان سے چپ چاپ نکلنے کو ترجیح دے رہے ہیں۔ قطر میں مذاکرات کے کئی ادواہ ہوئے۔ امریکی مذاکرات کاروں کی کوشش رہی کہ طالبان کسی نہ کسی طور اس بات پر رضامند ہو جائیں کہ افغانستان میں امریکی فوجی ایک خاص حد تک ضرور تعینات رہیں گے۔ وہ طالبان کو یہ یقین بھی دلانا چاہتے تھے کہ وہ افغانستان کی بھبھوکے حوالے سے سمجھیے ہیں۔ ذرا سچ نے بتایا کہ امریکی مذاکرات کاروں نے طالبان سے مذاکرات کی بیانات کے تابی کو سمجھتا کچھ زیادہ مشکل نہیں۔ امریکا میں آئندہ برس صدارتی اختیاب ہوتا ہے۔ ایسے میں اگر کہیں بڑائی روز پکڑ گئی اور امریکی فوجیوں کی ہلاکتیں واقع ہوئیں تو ڈرمپ کا عہدہ غائب ہونا انہائی دشوار ہو گا۔ صدر ڈرمپ کی بیانات فراہم کی گئی تھی کہ پانچ ماہ کے اندر کم و بیش ساڑھے پانچ ہزار امریکی فوجی افغانستان چھوڑ دیں گے۔ اس کے

امریکی صدر ڈرمپ نے یہ بات کئی بار بر ملا کی ہے کہ امریکا کو دو افواہ خلوں میں لا حاصل چنگوں میں ملوث نہیں ہونا چاہیے۔ امریکی حکام افغانستان سے فوجیوں کو خاموشی سے نکال رہے ہیں۔ ایک امریکی عہدیدار نے بتایا

ہے کہ امریکا نے ایک سال کے دوران افغانستان سے دو ہزار فوجیوں کو چھپ چاپ نکال لیا ہے۔ یہ خاموش انخلاء کاہل حکومت کے علم میں ہے اور اس حوالے سے باضابطہ دستاویزی کا رروائی بھی کی گئی ہے۔ یہ انخلاء اس اعتبار سے جیزت انگیز ہے کہ طالبان سے مذاکرات کا سلسلہ ٹوٹ چکا ہے اور ان سے کسی باضابطہ معاہدے کی مبنی، بہت دور کھائی دیتی ہے۔ افغانستان میں تعینات امریکی فوجیوں کے تالپ کماڈر جزل آئش ایس ملنے ایک پریس کالفرنس میں بتایا کہ ایک سال کے دوران دو ہزار امریکی فوجیوں کو وطن واپس بھیجا گیا ہے، جس کے نتیجے میں افغانستان میں تعینات امریکی فوجیوں کی تعداد بارہ ہزار رہ گئی ہے۔ امریکا نے طالبان سے مذاکرات کے دوران اس بات پر رضامندی ظاہر کی تھی کہ افغان فرز میں پر تعینات امریکی فوجیوں کی تعداد اس سے آٹھ ہزار تک لائی جائے گی۔ افغان اور امریکی حکام نے بتایا ہے کہ امریکی فوجیوں کا انخلاء چاری رات قابوی رہ جانے والے امریکی فوجیوں کی تعداد ۸۲۰۰ تک گرفتی ہے۔

امریکی وزیر دفاع مارک لیسپر نے افغانستان کے حالیہ دورے میں یہ بات کی تھی کہ اگر وہاں تعینات امریکی فوجیوں کی تعداد ۸۲۰۰ تک لائی جائے گی۔ افغان اور امریکی حکام نے بتایا کہ آپریشنز کی کارکردگی پر کچھ زیادہ مغلی ایڈمرل ترپ نہیں ہو گا۔

امریکی صدر ڈرمپ چاہتے ہیں کہ امریکا دنیا بھر میں عسکری مہماں سے کنارہ اٹھ ہو جائے۔ اس حوالے سے ان کی بے تابی کو سمجھتا کچھ زیادہ مشکل نہیں۔ امریکا میں آئندہ برس صدارتی اختیاب ہوتا ہے۔ ایسے میں اگر کہیں بڑائی روز پکڑ گئی اور امریکی فوجیوں کی ہلاکتیں واقع ہوئیں تو ڈرمپ کا دوبارہ غائب ہونا انہائی دشوار ہو گا۔ صدر ڈرمپ کی بیانات فراہم کی گئی تھی کہ پانچ ماہ کے اندر کم و بیش ساڑھے پانچ ہزار امریکی فوجی افغانستان چھوڑ دیں گے۔ اس کے

چین جرمن تعلقات

Muhammet Ali Güler

امریکی حکام کا دعویٰ ہے کہ جرمنی نے ہواوے کو مصروف بننے میں مدد اور دعویٰ ہے۔ ٹانگرا مارکل نے ۲۰۱۸ء میں کہا تھا کہ پورپ کو اپنی تقدیر اپنے ہاتھ میں لیا ہوگی۔ اب ایسا لگتا ہے کہ وہ اس راہ پر غیر معمولی حد تک آگئے ہو رہی ہیں۔

اب ایسا لگتا ہے کہ جرمنی اور پورپی یونین بریگزٹ کے پیش نظر اور رہمپ انتظامیہ کی ناموزوں پالیسیوں کے باعث چین سے تعلقات کو مزید وسعت دینے کے لیے کام کریں گے۔ ایک اہم سوال یہ ہے کہ کیا جرمن قیادت چین سے بہتر اسٹریٹجک تعلقات پروان چڑھانے کے لیے اپنی اقدار کو تربان کرنے پر آمادہ ہو جائے گی۔

پورپی یونین میں چینی سرمایہ کاری ایک عشرے سے بھی زائد مدت سے چین دنیا بھر میں اسٹریٹجک نوجہت کی سرمایہ کاری کر رہا ہے۔ اس نے جرمنی اور پورپی یونین کے دیگر ممالک میں بھی بڑے پیمانے پر سرمایہ لگا رکھا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ پورپی یونین میں چین کی سرمایہ کاری ۳۵۰ مارب ڈالر سے زیادہ کی ہے۔ چین اور جرمنی کے درمیان معافی تعلقات کا جم ۴۰۰ مارب ڈالر سے زائد کا ہے۔ جرمنی کی ۵ ہزار سے زائد فرمز چین میں کام کر رہی ہیں اور جرمنی میں کام کرنے والی چینی کمپنیوں کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے۔

چین نے پورپ میں اپنی سرمایہ کاری کلیدی شعبوں تک صدور کرکی ہے۔ بندرگاہوں اور ایمپورٹس کے علاوہ ہمال ٹیوں میں بھی چین نے خوب سرمایہ کاری کی ہے۔ چین نے انٹر میلان، مانچستر سی، یونیورسٹیوں اور دیگر بڑی پورپی ہمال ٹیوں میں سرمایہ لگا رکھا ہے۔ پورپی یونین کے لیے چینی پورپی یونین سے بر طانیہ کے الگ ہونے کا معاملہ ہے اور دوسرا طرف امریکی صدر ڈولڈ ٹرمپ کی سرکشی پر بھی پالیسیاں ہیں، جنہوں نے جرمنی کو چین میں مزید دلچسپی لینے کی تحریک دی ہے۔ ٹرمپ انتظامیہ نے بہت سے معاملات میں ایسی پالیسیاں اپنائی ہیں کہ جرمنی کو کہیں اور دیکھنے پر محروم رہا۔ دوں ممالک کے درمیان فاسدے بڑھتے جا رہے ہیں۔ امریکا اور چین کے درمیان چین کی میکنا لو جی کپنی ہواوے کے حوالے سے بھی تازع پایا جاتا ہے۔ امریکا کا الزام ہے کہ ہواوے نے امریکی میکنا لو جی چاکنی ہیں۔ اس سلطے میں جرمنی بھی مدلل میں پہنسا ہے۔

رائے عامہ کے جائزوں کے حوالے سے عالمگیر شہرت کے حامل امریکی اوارے پورپ سرچ سینٹر کے تحت ہونے والے ایک سروے میں بتایا گیا ہے کہ جرمنی میں ۵۳ فیصد افراد چین کو ثابت نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ جرمنی اب واضح طور پر مشرق کی طرف دیکھ رہا ہے۔

چین اور جرمنی کے باضابطہ سفارتی تعلقات اکتوبر ۲۰۱۹ء میں قائم ہوئے تھے۔ تب سے اب تک دونوں ممالک تعلقات مسکم تر کرنے کے لیے کوشش رہے ہیں۔ ۲۰۰۴ء سے دونوں ممالک سلامانہ جلاس طلب کرتے آئے ہیں اور ۲۰۱۰ء سے اب تک گورنمنٹ نسلیشیں میکنیزم پر عمل کرتے آئے ہیں۔ ۲۰۱۳ء میں دونوں ممالک نے باہم تعلقات کو جامع اسٹریٹجک پارٹنر شپ کے ذریعے مزید مسکم کیا۔ ۲۰۰۲ء سے اب تک جرمنی نے چین سے بھر پر دوستی ثابت کرنے میں کوئی کسر اٹھانیں رکھی۔ جرمن چانسلر ٹانگرا مارکل نے چین کا بارہ مرتبہ دورہ کیا ہے۔ آخری سرکاری دورہ ستمبر ۲۰۱۹ء میں ہوا۔

یہ بات بہت حد تک ممکن دکھائی دیتی ہے کہ مستقبل قریب ہی نہیں، مستقبل بعید میں پورپی یونین میں چین کا سب سے بڑا معافی اور تو ویراتی شرکت دار جرمنی ہی رہے گا۔ اس دوران دونوں ممالک مختلف شعبوں میں اپنے تعلقات کو مختلف طریقوں سے غیر معمولی وسعت دے سکتے ہیں۔

غیر تلقینی حالات کا عہد

ایک طرف تو پورپی یونین سے بر طانیہ کے الگ ہونے کا معاملہ ہے اور دوسرا طرف امریکی صدر ڈولڈ ٹرمپ کی سرکشی پر بھی پالیسیاں ہیں، جنہوں نے جرمنی کو چین میں مزید دلچسپی لینے کی تحریک دی ہے۔ ٹرمپ انتظامیہ نے بہت سے معاملات میں ایسی پالیسیاں اپنائی ہیں کہ جرمنی کو کہیں اور دیکھنے پر محروم رہا۔ دوں ممالک کے درمیان فاسدے بڑھتے جا رہے ہیں۔ امریکا اور چین کے درمیان میکنا لو جی کپنی ہواوے کے حوالے سے بھی تازع پایا جاتا ہے۔ امریکا کا الزام ہے کہ ہواوے نے امریکی میکنا لو جی چاکنی ہیں۔ اس سلطے میں جرمنی بھی مدلل میں پہنسا ہے۔

ایک لاکھ سے زائد تھی۔ امریکی فوجیوں کی معاونت کے لیے نیو اتحادیوں کے ہزاروں فوجی بھی تعینات تھے۔ ان سب نے مل کر ایک بڑا عالمی فوجی اتحاد تکمیل دیا۔ اب امریکی فوجیوں کی تعداد میں مزید کمی کا مطلب یہ ہے کہ افغان فورسز کی تربیت کا بوجوہاں تعینات ساڑھے آٹھ ہزار نئے فوجیوں اور دیگر اتحادیوں کو اخانا پڑے گا۔

بھی یہ واضح نہیں کہ امریکا کی طرح نیو اتحادیوں نے یا پہلے فوجیوں کے انخلاء کا پروگرام بنایا ہے یا نہیں۔ نہیں یا رک نامتر سے ایک حالیہ انٹرویو میں نیو سکریٹری جنرل جنیفر اشلن برگ نے فوجیوں کی تعداد گھلنے کے حوالے سے تو کچھ نہیں کہا تھا، مگر ہاں اتنا ضرور کہا تھا کہ نیو افغانستان میں اپنے مشن کے حوالے سے پر عزم ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ہم نے کیا بار اپنی فوجی ایجنسٹیں کی ہے اور آئندہ بھی اپنی فوجی کی تکمیل اور طبقی کا رپورٹ جو متعجب رہیں گے۔

افغانستان میں امریکی فوجیوں کی تعداد گھلنے کا معاملہ ایسے وقت سانسے آیا ہے جب امریکا نے ترک فوج کی پیش قدمی دیکھتے ہوئے شام سے بھی اپنے فوجی واپس بلائے ہیں۔ شام اور افغانستان میں رونما ہونے والی تبدیلیاں کئی پہلوؤں سے باہم ربوط ہیں۔

نومبر ۲۰۱۹ء میں صدر ٹرمپ نے پہلی بار اعلان کیا کہ شام سے امریکی فوجی واپس بلائے جائیں گے۔ ساتھ ہی ساتھ انہوں نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ افغانستان سے ۷ ہزار امریکی فوجی واپس بلائے جائیں۔ صدر ٹرمپ کا ہمکامہ ملکہ دفاع (پنگاگوں) اور مشرق وسطیٰ سے متعلق امریکی کمان کو گیا کوشش کی گئی کہ صدر ٹرمپ رائے تبدیل کر لیں۔

شام کی بدلی ہوئی صورت حال پر طالبان نے بھی نظر رکھی ہوئی ہے۔ ٹرمپ انتظامیہ نے ترکی کو کرد ہنگبوؤں کے خلاف جانے کی اجازت دی جبکہ یہ ہنگبوؤں ایک طویل مدت سے امریکی فوج سے ہر کڑاڑتے رہے تھے۔

طالبان کے ایک سینئر مذاکرات کار خیر اللہ خیر خواہ نے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ ”امریکا دنیا بھر میں اپنے مفادوں کی تنگانی کرتا رہتا ہے اور جہاں ایسا ملک نہ ہو وہاں سے وہ نکل جاتا ہے۔ شام میں کرد ہنگبوؤں کو چھوڑ دینا اس کی ایک واضح مثال ہے“۔ خیر اللہ خیر خواہ نے کہا کہ اب یہ واضح ہے کہ کابل انتظامیہ کا بھی بھی مقدر ہو گا۔ (ترجمہ: محمد ابراهیم خان)

"U.S. is quietly reducing its troop force in Afghanistan". ("New York Times". Oct. 21, 2019)

پوزیشن کو برقرار رکھ سکتا ہے۔ یہ بات اب رائٹنگز رہی کہ چین اسٹریٹجیک شعبوں میں زیادہ سے زیادہ سرمایہ کاری کرنا چاہتا ہے اور کر رہا ہے۔ بہت سے ترقی یافتہ ملکوں میں چین نئی تو انکی والی گاڑیوں، روپیں، بغیر ڈرائیور کے چالائی جانے والی کاروں، میڈیا پلک یونیورسالیوجی اور ایزرا پسیس آئکنٹس میں زیادہ سے زیادہ سرمایہ کاری کر رہا ہے۔ چین اور ہرمنی کے درمیان تجارت کا بڑھتا ہوا جنم اس بات کی واضح نشاندہی کر رہا ہے، چینی قیادت یافتہ مالک سے بڑے پیمانے پر اقتصادی تعلقات استوار کر کے اُن کی یونیورسالیوجی سے زیادہ زائد مدت کے دوران عالمی سطح پر تجارت کا دارہ و سچ تر کر کے جو مقام بنایا ہے اُس کی بدولت اب وہ عالمی تجارت میں شیر کا حصہ پانے میں کامیاب ہے۔

ہرمنی کے لیے چین کے سفروں میں کامیاب ہے۔

چین کا اشتراک عمل بڑھتا ہی چاہ رہا ہے۔ ووکین کا مزید کہنا ہے کہ ہرمنی اور چین یونیورسالیوجی کے شعبے میں غیر معمولی اشتراک عمل کی منزل سے گزر رہے ہیں۔ آٹو موہاں، اسماڑت مینو فیکٹریگ، ڈھیلاریزشن، مصنوعی ذہانت، الیکٹریکل ڈائیکٹر اور ستفائل کے حوالے سے غیر معمولی اہمیت رکھنے والے شعبوں میں چین اور ہرمنی کی دوستی اور اشتراک عمل کا دارہ و سعیت اختیار کر رہا ہے۔ دونوں ممالک کا اشتراک عمل بڑھتا ہی چاہ رہا ہے۔

ہرمنی کے لیے چین سے بھی تشویش کا انتہا رکھا جا رہا ہے کہ چین نے ہرمنی کے اسٹریٹجیک شعبوں میں غیر معمولی سرمایہ کاری کی ہے۔ مثلاً بینزیز وریز ڈیر ڈوچین ائیکٹریز (بی ڈی آئی) نے ہرمنی میں غیر ملکی سرمایہ کے غیر معمولی جنم اور حق تکیت سے متعلق خبردار کیا ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ وزیر اقتصادیات پیٹر الاماڑ کی قیادت میں ہرمنی اپنے اسٹریٹجیک سکٹر کو ہر طرح سے محفوظ رکھتے ہوئے عالمی سطح پر مسابقت کے موڑ میں ہے۔

امریکا اور پورپی یونین کے درمیان تجارت کے حوالے سے اختلافات نے خطرناک ٹھیک اختیار کرنا شروع کر دی ہے۔ امریکا نے پورپی یونین کے ارکان پر سخت تیرف نافذ کر دیا ہے۔ بریگزٹ نے اس معاملے کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔ ایسے میں ہرمنی کا چین کی طرف جھکنا نظری امر ہے تاکہ کسی بڑی خرابی کی صورت میں وہ بڑے تعصان سے بچنے میں چین سے بھر پور مدد پا سکے۔ چین کے پاس زرمباولہ کے ذخیرہ انتہائی غیر معمولی ہیں۔ وہ زرمباولہ کی مدد سے کہیں بھی اپنی مرضی کی صورت حال پیدا کرنے میں کامیاب رہتا ہے۔ چین کو اس حوالے سے ایڈوانس ٹیکنالوجی کا نام دیا ہے۔ امریکی صدر ڈنلڈ ٹرمپ نے امریکی معیشت کو حفاظت کے پکڑ میں ایسے اقدامات کیے ہیں، جن سے کسی ممالک بڑھنے و بدل ہو کر چین کی طرف دیکھنے پر مجبور ہیں۔ امریکا کو دوبارہ عظیم بنانے سے متعلق ٹرمپ ایک انتظامیہ نے جو پالیساں اختیار کی ہیں، اُن سے اس کے عالمی اتحادی بڑھنے اور نالاں ہیں۔ اس کے نتیجے میں امریکا عالمی اسٹریٹجی پر تھا ہوتا جا رہا ہے۔ اس وقت چین ابھر رہا ہے۔ اگر کل کوئی اور ملک بھی امریکی بالا ذائقے کے لیے چلتی بن کر ابھر اتو امریکا کا رویہ اپنے اتحادیوں کے لیے خاصا جا رہا نہ ہو جائے گا۔

(ترجمہ: محمد ابیحی خان)

"Sino-German Relations: Is Germany an agent of change in global affairs?"
("Daily Sabah", Oct. 3, 2019)

میں امارات ڈالا اور ۲۰۱۸ء میں ۲ امارات ڈال سے زائد کی سرمایہ کاری کی گئی۔ ۲۰۲۰ء میں چین کے اچانگ ایں اگر ووپ نے ہرمنی کے ڈوچین میں ۹۶ فیصد تک اسٹریٹجیک خرید لیے۔ اس وقت چین کے اسٹریٹجیک کی حد ۳۴ فیصد تک ہے۔ ایک اور چینی گروپ Geely نے کارس اور ڈک بنانے والے ادارے ڈھیر میں امارات ڈال کی سرمایہ کاری کی ہے جس کا مقصود اس ادارے میں کم و بیش ۱۰ فیصد کی حد تک اسٹریٹجیک حاصل کرنا ہے۔ ڈھیر کے بڑے بڑا ڈھیر میں مریڈین بیز نمایاں ترین ہے۔ بھیگ آٹوموبائل گروپ نے بھی ڈھیر میں ۵ فیصد تک اسٹریٹجیک خریدنے کے لیے ۳ امارات ڈال کی سرمایہ کاری کی ہے۔

ہرمنی کے لیے چین کے سفروں میں کامیاب ہے۔

چین کا اشتراک عمل بڑھتا ہی چاہ رہا ہے۔ ووکین کا مزید کہنا ہے کہ ہرمنی اور چین یونیورسالیوجی کے شعبے میں غیر معمولی اشتراک عمل کی منزل سے گزر رہے ہیں۔ آٹو موہاں، اسماڑت مینو فیکٹریگ، ڈھیلاریزشن، مصنوعی ذہانت، الیکٹریکل ڈائیکٹر اور ستفائل کے حوالے سے غیر معمولی اہمیت رکھنے والے شعبوں میں چین اور ہرمنی کی دوستی اور اشتراک عمل کا دارہ و سعیت اختیار کر رہا ہے۔ دونوں ممالک کا اشتراک عمل بڑھتا ہی چاہ رہا ہے۔

ہرمنی کے لیے چین سے بھی تشویش کا انتہا رکھا جا رہا ہے کہ چین نے ہرمنی کے اسٹریٹجیک شعبوں میں غیر معمولی سرمایہ کاری کی ہے۔ مثلاً بینزیز وریز ڈیر ڈوچین ائیکٹریز (بی ڈی آئی) نے ہرمنی میں غیر ملکی سرمایہ کے غیر معمولی جنم اور حق تکیت سے متعلق خبردار کیا ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ وزیر اقتصادیات پیٹر الاماڑ کی قیادت میں ہرمنی اپنے اسٹریٹجیک سکٹر کو ہر طرح سے محفوظ رکھتے ہوئے عالمی سطح پر مسابقت کے موڑ میں ہے۔

ہرمنی نے چین سے کہا ہے کہ وہ نئے عالمی نظام کی تیاری میں اپنا کردار ادا کرے، ماحول کے تحفظ سے متعلق اپنی ذمہ داری محسوس کرے اور انسانی حقوق کے حوالے سے اپنی تمام ذمہ داریوں سے بے طریق احسن عہدہ برآ ہو۔ انسانی حقوق کی تیزی سے نقل کرنے کے حوالے سے غیر معمولی مقام رکھتے ہیں۔ چینیوں میں کام کرنے کا بھرپور جذب پایا جاتا ہے۔ چین اور ہرمنی اپنی اپنی خصوصیات کے ساتھ میدان میں آئے ہیں تاکہ دنیا کو ہاتھیں کریں۔

جن معاملات میں ہرمنی اور امریکا ایک پلیٹ فارم پر ہیں، اُن میں بڑی شعبے میں ہونے والی پیش رفت کا جواب بہت تیزی سے دیتا ہے۔ عالمی معیشت میں اس کا حصہ غیر معمولی ہے۔ ہرمنی سے مل کر وہ اس حوالے سے اپنی پوزیشن مزید مستحکم کر سکتا ہے۔

اب ایک اہم سوال یہ ہے کہ چین اور ہرمنی کے درمیان بڑھتے ہوئے اشتراک عمل کا امریکا کس طور مقابلہ کرے گا۔ پہنچت ذہن نشین رہے کہ دوسری اقوام سے تعلقات میں اگر امریکا صرف اپنے معاولات کو اولیٰ نہ دے تو عالمی سطح پر اپنی

بھارت: دفاع کے نام پر!

Ashutosh Sharma

کے لیے انتہائی ناقابلی ہیں۔ آئی ڈی کھبڑیا اس بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بھارتی ریاستوں سے ڈیپلپور زاربرنز میں بڑی تعداد میں جموں و کشمیر کارنگ کر رہے ہیں۔ ایسے میں یہاں کی زمین کامہنگا ہو جانا طے ہے۔ سرحدی علاقوں میں بے ہوئے کسانوں کے لیے کسی پر سکون ملاتے میں خریدنا انتہائی دشوار ہو گیا ہے۔

نیک چند نے ۲۰۱۸ء میں متاثر اضلاع کے سرحدی علاقوں میں بے ہوئے لوگوں کی طرف سے جموں ایڈ کشمیر ہائی کورٹ میں پیشش و اڑکی، جس میں استدعا کی گئی کہ کشمیر کے باعث کوئی فعل نہ لگانے کی صورت میں کسانوں کو معاوضہ دیا جائے۔ کسانوں کے دکانے بتایا کہ وزارت داخلہ، ایس ایف اور مقامی انتظامیہ نے اب تک اس پیشش کا کوئی جواب عدمالت میں واپس نہیں کیا۔

بھارتیہ بھتنا پارٹی کے رہنماء اور جموں پونچھی سکھر کے پاریہانی حلقوں کے نمائندے جگل کشور شرما کو اس بات کا اندازہ نہیں کر سرحد پر فوج کے زیر تصرف زمین میں سے لکھتی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ سرحدی اضلاع کی ذریغی نوعیت کی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ سرحدی اضلاع کی انتظامیہ زر تلافی کا تعین کر رہی ہے۔ میں فوک انشروپ میں جگل کشور شرمانے کہا کہ قیمت کا تعین ہو جانے کے بعد حکومت کسانوں کو رہ تلافی دے گی۔

پونچھی سکھر میں واقع بہروٹی گاؤں کے کھیاں ۲۰۱۷ء سال مدد عارف خان کا کہنا ہے کہ جب سرحدی ہائیکی کھیت سے گزرتی ہے تو اس گاؤں کو بھی الگ تھلک کر دیتی ہے، جس میں یہ کھیت واقع ہو۔ اس کے نتیجے میں متعلق دیہات کے لوگ بیانی سہولتوں اور بیانی ڈھانچے سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ کیمنوں کا کہنا ہے کہ خاردار بارڈ نے بہروٹی گاؤں کو ایک بڑی بیل میں تبدیل کر دیا ہے۔ اس گاؤں کے ایک لکھیں ۳۰۱۷ء سال مدد عارف خان کا کہنا ہے کہ ”ہمارے گاؤں میں سڑک ہے نہ صحت عامہ کی سہولتیں۔ انشریت اور موبائل فون کی سہولت بھی میسر نہیں۔ باہر سے کسی کو آنے کی اجازت بھی نہیں۔ تم بالکل الگ تھلک ہو کر رہ گے ہیں۔“۔

محمد شارخان کا کہنا ہے کہ ہائیکی رہنگ اسالات نصب کرنے کے نوجی منصوبے کی بخرا خاصی حوصلہ ملن ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ہائیکی موجودہ جگہ پر اپ گریڈ کیا گیا تو ہم مستقل قیدی کی سی حیثیت حاصل کر لیں گے۔ بہروٹی کے باشندوں کو قیدی ہن جانے کا خوف ہے جبکہ دہروں کو اپنے

میں قومی سلامتی کے نام پر زریغ زمین تھیا نے کمزیدا اختیار مل جائے گا۔ ان کا مزید پر کھانا تھا کہ جموں و کشمیر کے معاملات میں مقامی منتخب نمائندوں کی رائے مزید کمزور پڑ جائے گی۔

جوں کے ڈوپر ٹل کمشن سنجیو درمانے کہا ہے کہ جن کسانوں سے زریغ زمین لی جائے گی انہیں معاوضہ دیا جائے گا۔ میں فوک انشروپ میں سنجیو درمانے کہا کہ کچھ لوگوں کو تو معاوضہ دیا بھی جا چکا ہے۔ انہوں نے اس حوالے سے تفصیل بتانے سے گریز کیا۔

ڈیفسٹ سسٹم میں ۹۰۰ کلو میٹر طویل خاردار بارڈ بھی شامل ہے، جو سرحد سے کئی کلو میٹر اندر بھارتی علاقے میں ہے۔ یہ

بازاری دیہات سے گزرتی ہے۔ اس کے نتیجے میں زریغ زمین کا بڑا حصہ پاکستان کی طرف رہ گیا ہے۔ بارڈ سیکورٹی فورس نے بتایا ہے کہ بھارتی حکومت سرحد پر دفاعی دیوار بھی تعمیر کرنا چاہتی ہے۔ ۱۰۰ میٹر بلند دیوار کی تعمیر کا بیانی متصصل بیان گاؤں میں نصف سے زائد زریغ اراضی اپنے دیہات میں رہنے والوں کو جنگ بندی کی خلاف ورزی کے شدید اثرات سے بچانا ہے۔

گزشتہ برس بھارت کی وزارت داخلہ نے بتایا تھا کہ جہاں فری بیکل نگرانی ملکن نہ ہوگی، وہاں ہائیکی رہنگ اسال اسٹر

نصب کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔ کٹھوا میں قائم بارڈ ویلیزیر کمیٹی کے ارکان نے بتایا کہ بھارت کی ہزاروں ایکڑ زریغ زمین بارڈ کے دوسری طرف بے صرف پڑی ہے۔ کمیٹی کے نائب صدر اور بیان گاؤں کے کھیا بھارت بھوش شرما کا کہنا ہے کہ ٹکنیکی طور پر کسان اپنی زمینوں پر جاسکتے ہیں۔ چیک پونچش دن کے مخصوص اوقات میں لکھتی ہیں اور کسانوں کو اپنی زمینوں تک پہنچنے کے لیے گھنٹوں چلا پڑتا ہے۔ اگر کسان اپنی زمینوں پر فصل بونے میں کامیاب ہو، بھی جائیں تو کٹھی میں ابھی بیش آتی ہے کیونکہ سرحد پار سے فائزگ کا خدشہ برقرار رہتا ہے۔ کسان اپنی فصلوں کو جنگی جانوروں سے بچانے سے بھی قاصر ہیں۔ کمیٹی کے صدر ۲۰۱۷ء سال میں چند نے بتایا کہ

جوں ایڈ کشمیر فارم فارمیں ایڈ نیم پوریل انگریزی کے سربراہ آئی ڈی کھبڑیا کہتے ہیں کہ الگت میں ہودی سرکار نے جموں و کشمیر کو خصوصی آئینی حیثیت دینے والی دفعہ ۲۰۱۷ء فتم کی۔ تب سے اب تک کسانوں کو یہ خوف لاحق ہے کہ ان کی مزید زمین دفاع کے نام پر فوج کے تصرف میں چل جائے گی۔ آئی ڈی کھبڑیا نے خاردار کی جموں و کشمیر کو مرکز کے دیر انتظام لانے کے بعد مرکزی حکومت کو سرحد سے متصصل علاقوں

جب نصف درجن ٹرک تعمیراتی سامان کے ساتھ کھجتوں میں آکر رکے تو بیان سنگھ اور بیان گاؤں کے دیگر مکنونوں کو اندازہ ہو گیا کہ بہت جلد ان کی مزید زریغ اراضی قومی سلامتی اور دفاع کے نام پر فوج کے کھاتے میں چلی جائے گی۔ پھرے ہوئے کسانوں نے ٹھیکیاروں اور مزدوروں کو مار بھگایا اور احتیاج کے دوران ٹرکوں کے پہیوں سے ہوا بھی نکال دی۔ ویسے وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ اس سے کچھ نہیں ہو گا، پرانا لوہ میں گرتا ہے گا۔

بریان سنگھ نے رائٹر زک بتایا کہ ہمارے دیہات میں فوج کا بنیادی ڈھانچا پہنچ پڑا ہے اور ہمارے زیر تصرف زریغ اراضی کا رقبہ گھٹھتا جا رہا ہے۔ بھارتی فوج پا کستانی سرحد سے متصصل بیان گاؤں میں نصف سے زائد زریغ اراضی اپنے پاس داری کے لیے قائم کی جانے والی مقامی تنظیم بارڈ ویلیزیر کمیٹی نے بتایا کہ ۱۵ ایکڑ کے دوران فوج اور ہارڈر سیکورٹی فورس نے دفاعی مقاصد کی تھیکیل کے نام پر سرحدی دیہات سے اچھی خاصی زمین تھیا ہے۔

جوں و کشمیر جہاں پاکستان سے ملتے ہیں وہاں کی زریغ زمین پر اب خاردار تاروں کی بارڈ ہے اور ہاردوی سرگنیں بچھائی جا بھی ہیں۔ بیان گاؤں کے مکنونوں کا کہنا ہے کہ سیکورٹی فورس اپنے کھیتوں سے دور کر دیے گئے ہیں۔ پیشتر معاملات میں کسانوں کو پہلے آگاہ کیا گیا نہ معاوضہ ہی دیا گیا۔ بریان سنگھ کا کہنا ہے کہ کسانوں کے پاس آمدن کے تبادل ذرائع نہیں۔ زریغ زمین فوج کے تصرف میں چلے جانے سے معافی مشکلات میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے۔

جوں ایڈ کشمیر فارم فارمیں ایڈ نیم پوریل انگریزی کے سربراہ آئی ڈی کھبڑیا کہتے ہیں کہ الگت میں ہودی سرکار نے جموں و کشمیر کو خصوصی آئینی حیثیت دینے والی دفعہ ۲۰۱۷ء فتم کی۔ تب سے اب تک کسانوں کو یہ خوف لاحق ہے کہ ان کی مزید زمین دفاع کے نام پر فوج کے تصرف میں چل جائے گی۔ آئی ڈی کھبڑیا نے خاردار کی جموں و کشمیر کو مرکز کے دیر انتظام لانے کے بعد مرکزی حکومت کو سرحد سے متصصل علاقوں

۸۰ لाकھ افراد افلاس کے گڑھے میں لڑکے چکے ہوں گے۔
جنوری ۲۰۱۶ء میں عرب دنیا میں اٹھنے والی عنانی بیداری کی بہر
کا حوالہ دیتے ہوئے حفظ پاشا کا کہنا ہے کہ ”پاکستان میں

ایسے حالات تیاری کے مرحلے میں ہیں۔ یہ بھٹے کے
انتظار میں ہے۔ حفظ پاشے کا کہا کہ آئی ایم ایف کے
پروگرام کے تحت حکومت نے معیشت کی اور ایجمنٹ کی
ہے۔ انتہائی مالدار طبقے سے اضافی لیکس وصول کرنے کے
بجائے غیر ضروری طور پر چھوٹے تاجر و کوشاںہ بنایا گیا
ہے۔ آثار و قرائی جاتے ہیں کہ ملک کی سب سے بڑی
اپوزیشن جماعت مقبولیت کے حوالے سے اب عمران خان کی
تحریک انصاف کے ساتھ ساتھ پہلی رعنی ہے۔

معیشت کی ست رفتاری سے بڑے کاروباری اداروں
کو بھی مشکلات کا سامنا ہے۔ ان پر بھی غیر معمولی جارحانہ
انداز سے لیکس لادا جا رہا ہے۔ بہت سے کاروباری ادارے
اس بات سے بھی خوفزدہ ہیں کہ حکومت کی انسداد و بدبونانی میں
میں کہیں انکیں بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔

دو درجن بڑی کاروباری شخصیات نے رواں ماہ آری
چیف جرزل ترقی جاوید باجوہ سے ملاقات کی اور تحفظات سے
آگاہ کیا۔ جرزل باجوہ نے ان سے کہا کہ وہ حکومت کی پشت
پر کھڑے ہیں اور اس کی پالیسیوں کے حامی ہیں۔ جرزل
اختلاف سے تعقیل رکھنے والے سیاست و ان اسلام عائد کرتے
رہے ہیں کہ اقتدار کے اپوانوں تک پہنچنے میں عمران خان کو
فوج کی مدد حاصل رہی ہے۔ عمران خان کی جماعت اور فوج
دونوں ہی نے اس اسلام کو بے نیا دربار دیا ہے۔

پہلے سال بہت سے معاشی اہداف کے حصول میں
ناکامی کے بعد اب حکومت کہتی ہے کہ وہ نیادی معاشی
القدامات میں تبدیلیاں لارہی ہے تاکہ معاشی نموکی رفتار
پڑھائی جاسکے۔ آئی ایم ایف نے بھی اس بات کو درست قرار
دیتے ہوئے کہا ہے کہ اسے اچھے آثار دلکھائی دیے ہیں۔
گزشت تین ماہ کے دوران تجارت اور بجٹ کے خسارے میں
ایک تہائی کی حد تک کمی واقع ہوئی ہے۔ لیکن وصولی میں ۱۶
بیصد اضافہ ہوا ہے۔ اس دوران روپے کی قدر مضمون ہوئی
ہے۔ برآمدات میں بھی اضافہ دلکھائی دیا ہے۔

معاشی امور کے واقعی وزیر حماد ظہیر کہتے ہیں کہ معیشت
تیزی سے مغلک ہو رہی ہے۔ اچھی بات یہ ہے کہ معیشت ذرا
مغلک ہو جائے تو ہم معاشی نمو میں اضافہ لیٹنے بنانے کے
مرحلے تک پہنچنے کتے ہیں۔

باتی صفحہ نمبر ۱۳

پاکستان میں ”متوسط طبقے کی موت“

سعید شاہ

غیر معمولی معاشی اچھنوں کا سامنا ہے۔ ملک میں سوکی شرح
۳۰ فیصد ہو چکی ہے جو ایشیائی ممالک میں پائی جانے والی بلند

ترین شرح سو دیس سے ہے۔ روپے کی قدر میں غیر معمولی کی
واقع ہو چکی ہے۔ ایک سال پہلے کے مقابلوں میں افراد رہتے
گناہوں چکا ہے۔ دوسری طرف معاشی نموکی شرح ۲۰ فیصد تک
جاگری ہے۔ ماہرین بجا طور پر یہ سوال کر رہے ہیں کہ حکومت
کے پاس معیشت کو بحالی کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے کوئی
قابل اعتماد اور کارگر حکمت عملی ہے بھی یا نہیں۔ عمران خان وہ

کہتا ہے کہ ”پاکستان میں مذہل کاس سے تعلق رکھنے والے
شدید مشکلات سے دوچار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مذہل کاس
سے تعلق رکھنے والے عام آدمی کی موت واقع ہو رہی ہے۔
اشیائی خوروں کی قیمتیں آسمان سے ہاتھ کر رہی ہیں۔ بکلی

کے مل بھی قیامت ڈھار ہے ہیں۔ ان سب سے کچھ فتح
پائے تو انسان جوتے خریزے کا سوچے۔“

اگست ۲۰۱۸ء میں وزیر اعظم کا منصب سنگالے پر عمران
خان کو اندازہ ہوا کہ انہیں ترکے میں تجارت اور بجٹ خسارے
کے ساتھ ساتھ گھٹنے ہوئے زر مبادلے کے ذخیرہ بھی ملے ہیں۔
انہوں نے معیشت کو بریک لکا دیا اور بھر مکی میں خاصے
متذبذب انداز سے عالمی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) سے

استدعا کی کہ پاکستان کے لیے بیل آؤٹ بیکچنے کا تاریکے۔ یہ
پاکستان کے لیے آئی ایم ایف کا بایسوساں پروگرام تھا۔ آئی ایم
کروز مذہل کاس نے ادا کیا ہے۔ اس طبقے کا کہنا تھا کہ پہلے
سے موجود یا سی جماعتیں نے خاطر خواہ خدمت نہیں کی تھیں۔

لورڈ مذہل کاس سے تعقیل رکھنے والوں کو بھی تعیین اور محنت کے
معاملے میں بھی شعبے پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ بہت آسانی سے
دیکھا جاسکتا ہے کہ لورڈ مذہل کاس سے تعقیل رکھنے والوں کو بہتر

زندگی پر کرنے کے لیے غیر معمولی مشکلات کا سامنا ہے۔
اس کی نافذ کی ہوئی اصلاحات پاکستان کو یا میں معاشی صورت
حال سے بچالیں گی جو کبھی بہت اچھی ہو جاتی ہے اور کبھی

اجا نک ہے بہت بڑی فلک اختیار کر لیتی ہے۔ حکومت منصوبہ یہ ہے
کہ ادھار اور دور آدمی مال کی نیاد پر ہونے والی ناپائیدار تقی

کے بجائے ملک کو برآمدات اور تو سچ یافت لیکس نہیں کے
ذریعے ترقی دی جائے، جو ملازمت کے نئے موقع پیدا کرے
اور حقیقی فلاحی ریاست کے لیے درکار فذ بھی فراہم کرے۔

اب مسلم یہ ہے کہ جو کچھ اس وقت ہے اور جو کچھ حکومت

کرنا چاہتی ہے، اس کے درمیان کی مدت میں لوگوں کو

زندگی کوئی کہانی نہیں!

بہمادی سوال ہیں، انہیں مخفی اور ثانوی مادی اضافوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سب انسانوں کا حق ہے کہ انہیں ان سوالوں کے جواب ہمیشہ سے معلوم ہوں۔ انسان اشرف الخلوات ہے۔ اللہ خالق کائنات کا بنہہ بشر ہے۔ اس زندگی کا مقصد خدا کی بندگی ہے۔ اس کی بندگی میں ہی مطمئن زندگی ہے۔)۔ وہ سب کچھ جو ہم جانتے ہیں اور نہیں جانتے ہیں سائنس کے بارے میں، خدا کے بارے میں، سیاست اور مذہب کے بارے میں؛ آج ہم ان سوالوں کا، ہترین جواب کیا دے سکتے ہیں؟

لوگ کس قسم کے جواب کی توقع رکھتے ہیں؟ تقریباً تمام مقدمات میں، جب لوگ زندگی کے معنی پوچھتے ہیں، وہ چاہتے ہیں انہیں کوئی کہانی سنائی جائے۔ نوع انسان کہانی سننے سانے کا شوق ہے، نہ براوگرافی کے بجائے کہانیوں میں ہی سمجھتا ہے (پروفیسر صاحب کہا چاہ رہے ہیں کہ ان اس حیات کے بجائے احساسات سے زیادہ کام لیتا ہے۔

متوجہ)۔ نوع انسان کائنات کو بھی کہانی کی صورت میں دیکھتا ہے، جہاں ابھی اور بُرے کروار ہیں، جہاں تازیعات اور علی ہیں، اور جہاں سنسنی ہے، اور خونگوار اختتام ہے (گویا پروفیسر صاحب کو انسانی احساسات اور جذبات کا فطری رجحان محض جھوٹی کہانی لگتا ہے، جو ہمیشہ سے سب کو دھوکہ دیتی آئی ہے، مگر پروفیسر ہراری اور ان کے حیاتی انشوروں کا ٹولہ تاریخ میں پہلی بار اس سچائی سے آشکار ہو چکا ہے کہ انسان کا احساسات سے کوئی تعلق نہیں، دراصل یہ بندہ سے انسان بن گئے ہیں اور شیرووز کے مجمع تفریق اور ضرب کا گورکھ بندہ ہیں۔ پروفیسر صاحب کہانی کے رد میں کہانی ہی گھر رہے ہیں)۔ جب ہم زندگی کے معنی تلاش کرتے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں کوئی کہانی سنائی جائے اور تیالا جائے کہ اس کا کناتی ڈرائے میں ہیرا کیا کروار ہے۔ یہ کروار بتاتا ہے کہ میں کوئی ہوں اور یہ میرے تجویبات اور اختیارات کو منی مہیا کرتا ہے۔ مسلم کہانی کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات تخلیق کی۔ اس کے قوانین بنائے۔ بدعتی سے گناہ گار لوگوں نے ان قوانین کی خلاف ورزی کی، اب یہ مسلمانوں کی ذمے دراوی ہے کہ ان قوانین کو نافذ کریں اور ان کی حکمت عام کریں۔ روز قیامت اللہ سب کا حساب لے گا، ہر فرد کے اعمال کا بدلہ دے گا۔ کامیاب فرد جنت میں جائے گا، ناکام کو دوڑخ میں دھکیلا جائے گا۔ یہ عالیشان بیانیہ بتاتا ہے کہ میرا چھوٹا سا مگر اہم کروار اللہ کے احکامات کی تکمیل میں ہے۔ کچھ

چیزے چیزے ماحول کی انجینیت معمول بن جائے گی، تمہارے ماضی کے تجویبات اور ساری انسانیت کے تجویبات غیر متعلق ہو جائیں گے۔ انسانوں کا یہی حالات پیش آئیں گے جن کا پہلے کبھی تاریخ میں گزر ہی نہ ہوا ہوگا۔ جیسا کہ پر اتنی جنت مشین، انجیسٹرڈ اجسام، لیکوڑھم جو تمہارے جذبات کثیر کریں گے، موموں کی ہولناک تبدیلیاں، اور ہر دہائی میں پیشہ بدلنے کی ضرورت جیران گن ہوگی۔

انہیں غیر متوقع صورتیں میں سچھ لائیں گے۔ آج کا دور انسانوں کی ہیلگ کی طرف جا رہا ہے۔۔۔ بڑی کارپوریشن تمہاری ایک ایک حرکت پر نظر رکھنے والی ہیں۔ کیا تم خریدتے ہو؟ کس سے تم ملتے ہو؟ یہ سب اب یہیک ہونے والا ہے۔

زندگی کوئی کہانی نہیں

میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ زندگی کے کیا معنی ہیں؟ مجھے زندگی میں کیا کرنا چاہیے؟ انسان یہ سوال نامعلوم زمانوں سے پوچھتے چلے آ رہے ہیں۔ ہر لسل کوئی جواب کی ضرورت پیش آتی ہے، کیونکہ کچھ ہم جانتے ہیں، اور بہت کچھ نہیں جانتے، یہیں یہی بدقیقی ہیں (یہ سوال ہمیشہ سے موجود ہیں، اور ان کے جواب بھی ہمیشہ سے موجود ہیں، جو بالکل جامع اور جسمی ہیں۔ یہ جواب علم وی کہلاتے ہیں۔ تھیں پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام سے آخری چیز بھر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک جدت کے طور پر قائم کیا گیا ہے۔ وحی الٰہی کا اعجاز ہی یہ ہے کہ ہمیشہ کے حالات پر نافذ ہوتی ہیں۔ غرب اور مشرق ہراری کا بیجا وی مسئلہ یہ ہے کہ ‘علم’ اور ‘معلومات’ کی نوعیت اور وہیت گذشتہ کر دیتے ہیں۔ اس لیے انہیں ہر دور میں نئے سوال نئے مسائل الجھن سے دوچار کر دیتے ہیں حالانکہ انسانوں کو جو مسائل ہمیشہ سے درپیش ہیں، ان کے جوابات بھی ہمیشہ سے موجود ہیں۔ انسان کا سب سے بڑا مسئلہ امید کا ہے۔ اللہ رب العالمین نے دنیا میں ایچھے اعمال کے ایچھے نتائج سے امید دلاتی ہے، اور یہ دنیا کے ہر معاشرے کے لیے کامیابی اصول بن چکے ہیں؛ سچ بولنا، انصاف کرنا، حق ادا کرنا، امانت داری سے کام لیما، اور مگر فالا جی کام وغیرہ۔ یہ سب انسانوں میں مسلسل ہیں۔ ان سب پر توجہ دی جائے تو نئے سوالوں کی ضرورت نہیں رہے گی۔ یہ انسانی وجود کے

میں آج کے کسی طالب علم کو کوئی بہترین مشورہ نہیں دے سکتا ہوں کا اپنے سینہری زپر بالکل انحراف میں کریں۔ یہ کتاب وہ بھی کچھ جانے کا دلیل نہیں کر سکتے۔ اکیسویں صدی یک مرتفع حالت کے لیے خود کو میا کریں۔ تم علم اور بداری کی کتاب یا پیغمبر سے نہیں یکھے سکتے۔

انسانوں کی ہیلگ

میں آج کے کسی انسان کو کوئی بہترین مشورہ نہیں دے سکتا ہوں کا اپنے سینہری زپر بالکل انحراف میں کریں۔ یہ کتاب وہ بھی کچھ جانے کا دلیل نہیں کر سکتے۔ اکیسویں صدی یک مرتفع حالت کی صدی ثابت ہونے جا رہی ہے۔ اب کس پر انحراف کیا جائے؟ میکنا لوچی پر؟ مگر یہ اور بھی خطرناک ہو سکتا ہے۔ میکنا لوچی تھیں اپنے ایجمنڈے کی زو میں لاکتی ہے۔ غالی اشرافیہ کا ایجمنڈا ہی جدید یہ میکنا لوچی کا ایجمنڈا ہے۔ اس بات امکان زیادہ ہو گا کہ تم میکنا لوچی کے ایجمنڈے کی خدمت میں لگ جاؤ۔ تم نے سڑکوں پر گھوستہ وہ زو میزد دیکھے ہیں، جن کے چہرے اسارت فون سے چکے ہوئے ہوتے ہیں؟ کیا تم سچھتے ہو یہ میکنا لوچی استعمال کر رہے ہیں؟ نہیں درحقیقت میکنا لوچی انہیں استعمال کر رہی ہے! کیا پھر تھیں صرف خود پر بھروسہ کرنا چاہیے؟ یہ بہت اچھا خیال لگتا ہے۔ یہ خیال دنیا تک ٹھیک ہے مگر حقیقت میں کام نہیں کرتا۔ دراصل اکثر لوگ خود کو نہیں جانتے، آسائی سے یہ ورنی اڑات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جو آواز ہمارے ذہنوں میں گوختی ہے وہ کبھی

کوئی کہانیاں دیکھنے اور تحریر سے وابستہ ہیں۔ صہیونیت کی کائنات کے کوئی معنی نہیں۔ نہ یہ انسانی احساسات کا کائنات بات کریں، یہ تو رہت اور اسیل کی مہم جو یہوں سے شروع ہوتی

اگر ہمارے پاس یہ سب کہانیاں نہ ہوں، تب بھی یہ
یقین کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ ماہی ہی مقدار بنے گی۔ حقیقت
اپنی جگہ موجود ہے (اب پروفیسر صاحب خود بھی کہانی گھڑ
رہے ہیں مترجم)۔ انسانوں کو جو سب سے بڑا سوال درپیش
ہے وہ نہیں کہ زندگی کے کیا معنی ہیں؟ بلکہ یہ کہ تم تکلیف
و آزمائش سے کیسے نکلیں؟ (جسمانی ضروریات اور نفسانی
خواہشات کی طرف اشارہ ہے، مترجم)۔ جب آپ ساری
کہانیاں روکر دیتے ہیں تو آپ کو سب صاف نظر آنے لگتا
ہے، سارے دکھ در ختم ہو جاتے ہیں (یعنی لذت و عیش پرستی
میں پر کر سب بھول جاتے ہیں۔ مترجم)۔ انسانوں نے
دنیا کو فتح کر لیا، اس کے لیے کہانیوں اور عقائد کا شکریہ۔ مگر
ہم حقیقت اور تجھنا تی کہانیوں کا فرق بہت ہی کم سمجھتے ہیں۔
ہمارے لیے سب سے اہم چیز آزمائش اور تکلیف ہے۔ ہمیں
اس سے نکلنے کی فکر کرنی چاہیے نہ کہ اس فکر میں گھانا چاہیے کہ
یہ زندگی کیوں ہے؟ اور کیا معنی رکھتی ہے؟ (پروفیسر صاحب
انسان کو بنیادی طور پر جانور سمجھتے ہیں اس لیے جسمانی و نفسانی
حاجتوں میں جائز دینا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ جانوروں کو قطعی
طور پر زندگی کا شکور نہیں ہوتا اور نہ ہی ان میں یہ صلاحیت
ہوتی ہے کہ اسے کوئی معنی پہننا سکیں، وہ ایک لگی بندھی جسمانی
زندگی بس کرتے ہیں اور ضروریات پر نظر رکھتے ہیں۔
مترجم) لہذا اگر تم کائنات کا بھی جانا چاہتے ہو تو اپنی تکلیف
کو سمجھو، آزمائشوں پر قابو پاؤ (یعنی یہ مت جانو کرم کون ہو،
صرف اپنی خواہشات پوری کرتے رہو) مترجم)۔ میں زندگی
کا مطلب سمجھنا چاہتے ہو تو اپنی تکالیف کا جائزہ لو، انہیں دور
کرو (اپنے آرام و آسائش کا انتظام کرو) مترجم)۔



باقیہ: ۲۰۱۸ء اور ۲۰۱۹ء کا نوبل انعام

رکھتے ہیں۔ اب کے نوبل انعام کے لیے ان کے نام کا اعلان
کرنے کے بعد مختصر اخباری اعلام یہ جاری کیا گیا، جس میں ان
کے انعام یافتہ نادوں My Name is Red اور Snow کی
اہمیت کو ان الفاظ میں پیش کیا گیا: "مصنف اپنے شہر کے اُواس
اور حزنیہ وجود (melancholic soul) کے محركات جانے کی
حلاش میں جو نئی علامات (new symbols) تلاش کرتا ہے وہ
دہان موجو انتشار اور شفافوں کے درمیان ربط کا کام کرتی ہیں۔"



کائنات کے کوئی معنی نہیں۔ نہ یہ انسانی احساسات کا کائنات
سے کوئی تعلق ہے۔ جو کچھ بھی ابھر رہا ہے، ڈوب رہا ہے بے
مقصد ہے۔ بدھانے کائنات کی تین بنیادی ہیئتیں کی تعلیم
ہی، کہ ہر شے مسلسل بدل رہی ہے، کسی شے کو دوام حاصل
نہیں، اور کچھ بھی کامل اطمینان بخش نہیں، تم کائنات میں
کہانیاں میں مشاہدہ کرو گے، اپنے جسم اور اپنے آپ میں
بہت کچھ بالو گے، مگر ایسی کسی شے سے تمہارا واسطہ نہیں پڑے گا
جسے دوام حاصل ہو۔ آزمائش اور تکالیف اس لیے پیش آتی ہیں
کہ لوگ انہیں سنبھے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ زندگی کے کوئی معنی
نہیں ہیں۔ اس لیے ہر طرح کی واشنگٹن اور تعقیل کی تکلیف سے
آزادی حاصل کر لینی چاہیے۔ ہم کہانیاں گھرنے کے بجائے
اگر انکھیں بند کر کے گھٹوں بیٹھے رہیں اور دماغ کو خالی کر لیں
تو سکون کی اصل حالت میں چلے جائیں گے۔ نہ ہن کچھ
گھرے گانہ جنم مشکل میں پڑے گا۔

بدھتی سے یہ بھی ایک طویل رز میہم ہے جاتی ہے جب
آپ انکھیں بند کیے بیٹھے رہتے ہیں، سانوں کے آئے
جانے کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں، یوں یہ بھی سانوں کی ایک
کہانی ہے۔ میں سوچتا رہتا ہوں کہ ساری کائناتیں
نکل گئیں، میں کتنا ہلکا چھاکا ہو گیا، میری محنت کتنی بہتر ہو گئی،
اوہ میری ذات میں ایک روشنی سی پھوٹ پڑی۔ یوں آپ
کے پاس ان لوگوں کا تابنا بند ہے گیا، جو خود کو دنیا کی کائناتوں
سے دور کرنا چاہتے ہیں۔ یوں ہی ایک کہانی شروع ہو گی۔
دوسرا بات یہ کہ میرا کردار ماورائی دیتا تک وسعت اختیار نہ
کرے بلکہ مجھ تک ہی محدود رہے (پروفیسر صاحب خالصتا
جمسانی اور حسیاتی خواہشوں کے اسی نظر آتے ہیں، ان کے
مزدیک انسان اپنے جسم کی ضروریات سے آگے کوئی وجود ہی
نہیں رکھتا، یہ زندگی کے نگہ ترین معنی ہو سکتے ہیں۔ مترجم)
کامیاب ترین کہانیاں وہ ہوتی ہیں جن میں ہمیشہ روبدل کی
گنجائش رہے۔

ہم کائنات کے بارے میں جو کچھ جانتے ہیں، اس اعتبار
سے دیکھا جائے تو جس ن، روئی، اور اسرا ایلی قوم پرست کی
کہانیاں یکسر احقةانگی ہیں، یہ کسی صورت اس عظیم کائنات کا
حقیقی سچنیں ہو سکتیں۔ اسی کہانی جس میں کائنات کا ذکر کرنا ہو،
بگ پینگ کی خبر نہ ہو، ارتقاء کا سلسلہ نہ ہو۔ وہ کیمبل یا معمول
ہو سکتی ہے (یعنی وہ نظریہ یا عقیدہ جو جدید پرسائنس پر ایمان نہیں
رکھتا، اس کا ایمان نا مکمل ہے۔ یہاں پروفیسر صاحب سنگین
تضاد کا شکار ہیں۔ پہلے کہتے ہیں کہ انسان کی کہانی جسمانی
ضرورتوں سے ماورائیں ہوئی چاہیے اور دوسروں کو کائناتی
سچائیوں سے محرمنی کا طعنہ دے رہے ہیں)۔

کہانی کوئی نہیں!

لبرل ازم نے تمام کائناتی کہانیوں کا انکار کیا۔ مگر بھر خود
ہی ایک کہانی گھری کہ کائنات میں کوئی مخصوص بندی ہی نہیں،
اس لیے انسان پر محض ہے کہ وہ اپنی ہی ذات میں ہامیٹی ڈرامہ
کرے۔ لبرل دور سے ہزاروں سال پہلے قدیم بدھ ملت
مذہب میں کائناتی ڈراموں کی نئی کی گئی تھی۔ کہا گیا تھا کہ

بی بے پی کے لیے ”ریما سندھ“

راج دیپ سرڈیاں

مقابلے میں تین چوتھائی رہ گئی ہیں۔

یہ بات بہت عجیب لگتی ہے کہ لوک سمجھ کے انتخابات میں تو بی بے پی کی کارروائی شاندار رہی ہے۔ حقیقت ہے کہ اس نے بہت سے معاملات میں قدرتے ہے جس کا روایہ اختیار کیا، جس کا خمیازہ بھگنا پڑتا ہے۔ اگر وہ کوشش کرنے تو اپنی ساکھیاں کر کے دیگر ریاستی اسمبلیوں کے ساتھ ساتھ عام انتخابات کے لیے بھی رائے عامہ کو پہنچانے میں کرنکری ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حزب اختلاف نگست پہنچو ہوئیت کے ساتھ کام کر رہی ہے۔

ہمارے عہد کا ایک بڑا الیہ یہ ہے کہ ایک ہی صورت حال کوہیں کچھ کہا جا رہا ہے اور کہیں کچھ اخبارات میں بزنی کے صفات پڑھ جائے۔ آپ کو اندازہ ہو گا کہ معیشت توہہت بری میں بھارتیہ جنات پارٹی نے شاندار کامیابی حاصل کی۔ یہ کامیابی صدارتی نظام کی طرز پر ہے، جس میں مقامی مسائل کو ذرا بھی دشوار سے دشوار نہ کر رہا ہے۔ اور اگر سیاسی صفات پڑھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ بھارتیہ جنات پارٹی نے ملک میں دودھ اور شہد کی ندیاں بھادی ہیں۔ اخباری جزو یہ نکار ”سب ٹھیک ہے“ کا راگ لاپتہ رہتے ہیں۔ مہاراشٹر اور ہریانہ ایکلی کے ایکش نے بتا دیا ہے کہ بی بے پی کے لیے سب کچھ اچھا نہیں ہے۔

چند ایک مشکلات بھی ہیں جن کا دور کیا جانا لازم ہے۔ مقامی مسائل پر خاطر خواہ توجہ مرکوز کرنے کے بجائے یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ کسی نہ کسی طور معملاں کو معرض التواء میں رکھا جائے۔ لوگ ایسا ماحول چاہتے ہیں جس میں اگر حکومت نوکریاں نہ بھی دے سکے تو کم اتنا تو ہو کہ کمائنا آسان ٹھہرے۔ لوگ پہنچنے کے صاف پانی کو ترس رہے ہیں۔ محض آغاز اسی طبقے سے کیا تھا انہوں نے عالم کو یاد لایا کہ بی بے کی حکومت شدید قوم پرست ہے یعنی قوم کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہے۔ انہوں نے دوڑوں کو یاد لایا کہ یہ بی بے کی حکومت ہے جس نے آئین کی وفہرے کے تحت جموں و کشمیر کو کلی ہوئی خصوصی آئینی حیثیت ختم کر کے دونوں علاقوں کو مرکز کے زیر انتظام علاقے میں تبدیل کرنے کا اہم اقدام کیا ہے۔ اور یہ کہ یہ جماعت قوم کی خاطر کسی بھی حد تک جاستی ہے۔ وزیر اعظم زید رمودی نے اس طبقے کا دورہ کیا اور دوڑوں کو اپنی ”قومی خدمات“ یاد دلائیں۔ یہ حلقہ غیر معمولی حیثیت کے حال دزیر ملکت پہنچ منڈے کا ہے۔ پارلی کے دوڑوں نے ریاستی ایکلی میں بی بے پی کے انتخابات میں پہنچ منڈے کو نظر انداز کر دیا۔

اس کا سبب کچھنا کچھ زیادہ مشکل نہیں۔ اس طبقے کے درجنوں دیہات کو پہنچنے کا صاف پانی میسر نہیں۔

کچھ ایسی غلطی بی بے پی نے ہریانہ میں بھی دہرائی۔

ہریانہ کا شماران ریاستوں میں ہوتا ہے جہاں بے روزگاری کی شرح ملک بھر میں بلند ترین ہے۔ بی بے پی نے جموں و کشمیر خصوصی آئینی حیثیت کا کریٹریٹ لیا چاہا۔ ہریانہ میں بی بے پی کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ یاد ہانی کا درجہ رکھتا ہے۔ لوگ اپنے چھوٹے چھوٹے مسائل کا حل چاہتے ہیں۔ انہیں پہنچنے کا صاف پانی چاہیے۔ گروں کے چوڑے جلتے رکھنے کے لیے گیس کے نرخ نہ سنتے ہونے چاہیں کہ گھر کے بجھت پر اس کا مقنی اثر مرتب نہ ہو۔ ہریانہ کے دوڑوں نے بی بے پی کے حوالے سے رائے تبدیل کر کے یہ تباہی ہے کہ دوڑوں کے بنیادی مسائل کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ جو لوگ پہنچنے کے صاف پانی، چھوٹی موٹی توکریوں کے لیے ترس رہے ہوں انہیں قومی سطح کے مسائل سے کیا غرض؟ جموں و کشمیر کا کیا بنا اور کیا نہیں بنا، اس سے عام آدمی کا کیا واسطہ؟ وہ تو بس یہ چاہتا ہے کہ اشیاء خور و نوش سیست اہم اور ضروری اشیاء کی قیمتیں قابو میں رہیں، پانی و بجلی کی فراہمی جاری رہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ روزگار لگا رہے۔ یہ بنیادی مسائل جو بھی حل کرے گا، عوام اُس کے ساتھ ہوں گے۔

بی بے پی کو مہاراشٹر میں شہو بنتا کے ساتھ کر حکومت بنانے پر مجبور ہوا پڑا ہے۔ اور دوسری طرف ہریانہ میں بھی اس کی پوزیشن ایسی نہیں کہ سب کچھ تھا کر لے۔ یہ پوزیشن کے لیے شاندار موقع ہے کہ اپنے آپ کو نمیاں کرے، لوگوں کو بتائے کہ وہ ہے اور ان کے مسائل حل کرنا چاہتی ہے۔ کاگریں نے مہاراشٹر میں ایسی نیمنی کی کہ ساتھ ایکش بڑا ہے گویا اُسے چیختے کا مرائے نام بھی شوق نہ ہو۔ وی نیشنل کاگریں پارٹی کے سربراہ اور دوبار مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ کے منصب پر فائز رہنے والے شرپورانے بی بے پی کے سامنے ڈٹ جانے کی ہے۔ اسے ستر ضرور کھانی۔ اگر کاگریں بھی ڈٹ جاتی تو معاملہ کچھ اور ہوتا۔

ہریانہ میں بھی کاگریں نے غلطی کی۔ دوبار ریاستی کے منصب پر فائز رہنے والے بھوپیندر رہوا کو میدان میں اتارنے کے حوالے سے ستائخ رہ گئی۔ ہر کیف، بھوپیندر رہوانے بی بے پی کو لمحہ نام دیا۔ اگر ایکشن سے چند ماہ قلپ پوری تیاری کے ساتھ انہیں میدان میں لایا جاتا تو انتخابی میانچہ کچھ اور ہوتے اور کاگریں شایدی حکومت بنانے کی پوزیشن میں آجائی۔

باتی صفحہ نمبر ۱۲

۲۰۱۸ء کا نوبل انعام برائے ادب

جاوید احمد خورشید

ہے، جس نے تاریخی حقائق کو اپنے عوام میں شہرت کے ذریعے

مسح کرنے کی کوشش کی ہے اور سریاکے صدر سلوبوڈان کو اپنی

جانب سے مد فراہم کی جو بیکاروں انسانوں کا قاتل ہے۔ ہمیں

اس انتخاب پر شدید پروفسوں ہے۔ آج جب عالم گیر سطح پر غلط

معلومات کی تیزی روز افزوں ہے، اس صورت حال میں پوری

دنیا میں ادب سے ذوق رکھنے والے افراد کی اچھے فعلے کی

امید کر رہے ہیں۔ یونیکا کے ہزاروں مسلمانوں کے قتل عام پر

سریاکے صدر کو عالمی عدالت نے مزا بھی سنائی، جس میں

اسے انسانیت کے خلاف جرم کا مرکب پایا گیا۔ سریاکا یہ ظالم

صدر ۲۰۰۲ء میں مر گیا۔ نوبل انعام یافتہ پولینڈ کے نے اپنے

وقایع میں یہ کہا کہ میں ایک ناول نگار ہوں۔ سیرا کام منصف کا

خیال۔ سریاکا صدر سیرا ادوسٹ تھا، اس کے بارے میں

یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک معموم فرد تھا۔

نوبل انعام کا اخباری اعلامیہ:

اوگا تکارزک:

اوگا تکارزک کے ناولوں میں یہ ایجمنی تھیں (Narrative

Imagination) کی تکنیک استعمال کی گئی ہے، جس میں جذبات

کی پیشکش کی نوعیت تماوی (Encyclopedic Passion)

ہے۔ اس کی اہمیت یہ ہے کہ وہ نہ صرف ملکی صحراءوں سے بعید

زیست (Boundaries Crossing of)

کی تہ جہانی سے بھی ماوراء ہے۔

پیتر پولینڈ کے:

اس کے ناول ایک ایسا متاثر کن کام ہے [جو مصنف کی

لسانی خلائقیت سے بھر پور ہے۔ اس میں انسانی جذبات کے

میط اوران کی خصوصیات کو دریافت کیا گیا ہے۔

ادب کے نوبل انعام پر اعتراضات:

ادب کے نوبل انعام پر بہت سے اعتراضات کیے گئے

ہیں۔ اس انعام کا آغاز ۱۹۰۱ء میں ہوا۔ اب تک اس کے

لیے ۱۱۲ مصنفوں کا انتخاب کیا جا چکا ہے، جن میں خواتین

مصنفوں کی تعداد صرف ۱۵ ہے۔ ان اعتراضات کی صراحت

کچھ یوں ہے: یہ انعام صرف ان مصنفوں کو دیا جاتا ہے جن کی

قصیدات اگریزی زبان میں ہوتی ہیں۔ یہ انعام صرف مرد

مصنفوں کو دیا جاتا ہے۔ پورپی مصنفوں کو یہ انعام دیا جاتا

ہے۔ پورپی بھی وہ جو شہرت حاصل کر لیتے ہیں اس انتخاب کا

طریق کا گھر غیر واضح ہے۔

نوبل انعام کی وجہ تسلیم سوئین سے تعلق رکھنے والا سائنس

دان الفریڈ نوبل (Alfred Nobel) ہے، جس نے ۱۸۶۷ء

میں ڈائینامیٹ بم ایجاد کیا تھا۔ اس بم کی ایجاد کا محرك جگ

کریمیا (Crimean War) ہے، جس کے لیے الفریڈ نوبل کی

خاندانی فیضی اسلحہ اور بارود سازی کا کام کرتی تھی۔ ۱۸۵۳ء

سے ۱۸۵۶ء کے درمیان یہ جگل لای گئی۔

نوبل انعام کے اعلان کی سالانہ روایت ۱۸۱۸ء سال سے

چاری ہے۔ انعام یافتگان کو ایک خطیر رقم بھی انعام کے

ساتھ دی جاتی ہے۔ ۱۸۲۱ء اور ۱۸۲۰ء کے لیے منتخب ہونے

والے دونوں مصنفوں کو الگ نولا کھوں ہزار سوئین کرنی

کرونا (پاکستانی روپیہ: ایک کروڑ ۴۵ لاکھ ۵۰ ہزار) کی میکل

میں دی جاتے گی۔

سوئیش اکیڈمی (The Swedish Academy) نے

۲۰۱۸ء اور ۲۰۱۹ء کے لیے ادب کے نوبل انعام کا اعلان

کیا۔ اس مضمون میں ۱۰ اکتوبر ۲۰۱۹ء کو ایک اخباری اعلامیہ

جاری کیا گیا جس میں پولینڈ سے تعلق رکھنے والی خاتون

مصنف اوگا تکارزک (Olga Tokarczuk) کو ۲۰۱۸ء کے

لیے اور آسٹریا کے پیتر پولینڈ کے (Peter Handke) کو ۲۰۱۹ء

کے لیے منتخب کیا گیا۔

اوگا تکارزک اپنی ناول نکاری کی وجہ سے شہرت رکھتی

ہے۔ ان ناولوں کے عنوانات Primeval and Other

The Books of Jacob Times

ناول اس بیچان کا بنیادی حوالہ ہے۔ اس کے ناول Die

Hornissen کی ۱۹۲۲ء میں اشاعت کے بعد ہی اسے پورپ

کے ان اڑ اگریز لکھنے والوں میں شمار کیا جانے لگا تھا جنہیں

جگل کے بعد کے دور میں شہرت حاصل ہوئی۔ پولینڈ کے کوئی

وقت ختم تقدیم کا نثار نہ بھی بنایا گیا، جب انہوں نے سریا کے

راہنمہ سلوبوڈان میلوسوویک (Slobodan Milosevic) کی

حملیت کرنا شروع کر دی۔ نوبل انعام کے اعلان کے بعد پیتر

پولینڈ کے پر امریکا کی ایک ادبی تنظیم پین (PEN) نے

اعترافات کیے ہیں۔ اعتراضات کچھ یوں ہیں: ہم جمیان

ہیں کہ ایک ایسے مصنف کا نوبل انعام کے لیے انتخاب کیا گیا

ایک سال میں ادب کے دو نوبل انعام کیوں؟

۲۰۱۸ء میں ادب کے نوبل انعام کے اعلان کا فیصلہ اس

لیے موخر کر دیا گیا کہ جیجن کاؤڈ آرٹلٹ (Jean-Claude Arnault)

کے خلاف جنسی حراساں کرنے اور مالی بد عنوانی کا

الرام تھا۔ سوئین سے تعلق رکھنے والا یہ فرد ووگر فرہی ہے اور

نوبل انعام دینے والی سوئیش اکیڈمی کی ایک رکن اور مصنف

کیتا رینا فروٹشن سن (Katarina Frostenson) کا شوہر

ہے۔ سوئین کے اخباروں کی جیزٹری نیٹ ورک (Dagens Nyheter)

نے ایک رپورٹ شائع کی، جس میں اخبارہ خواتین نے الرام

عائد کیا تھا کہ آرٹلٹ نے اپنے میں سالہ دور میں اُنہیں جنسی

اور جسمانی طور پر حراساں کیا۔ آرٹلٹ اور فروٹشن سن نے

ایک اپیا فورم قائم کیا ہوا تھا جس کا نام اسٹوٹس کا انعقاد بنا دیا

خوبی کے مقابله اور فکر رانہ کار کر دی کا انعقاد کرنا شامل تھا،

جس میں مشہور افراد کے ساتھ استھان نوبل انعام یافتہ افراد بھی

حسد لیتے تھے۔ سوئیش اکیڈمی کی جانب سے اس فورم کی مالی

مد بھی کی جاتی تھی، جس کی وجہ سے میاں بیوی پر مالی مفاد

حاصل کرنے کا الرام تھا۔ اس مضمون میں جو کارروائی عمل میں

لائی گئی اُس میں انہمات کو درست تقریار دیا گیا، جس میں ایک

الرام یہ بھی تھا کہ نوبل انعام کے لیے ابتدائی طور پر منتخب

ہونے والے مصنفوں کے ناموں پر بھی اطلاع کو عام کیا گیا۔

مسلم ممالک اور ادب کا نوبل انعام:

پاکستان کے کسی مصنف کو ادب کے نوبل انعام سے

تھاں نوازا جنہیں جاسکا ہے۔ مصر کے تجھیب محفوظ

(Orhan Pamuk) (۱۹۱۱ء۔ ۲۰۰۲ء) اور ترکی کے اُرہن پانک (Orhan Pamuk) (۱۹۵۱ء۔ ۲۰۰۲ء) کا شمار ان لکھنے والوں میں ہوتا ہے

جس کا تعلق مسلم ممالک سے ہے جنہیں با ترتیب ۱۹۸۸ء اور

۲۰۰۲ء میں انعام نہ کر دیا گیا۔

تجھیب محفوظ کو عربی زبان میں اولیٰ کاموں کی وجہ سے

انعام کا حق وار قرار دیا گیا تھا۔ اس مضمون میں سوئیش اکیڈمی

نے جو مختصر اخباری اعلامیہ بھاری کیا، اُس کے الغاظ کچھ یوں

ہیں: ان کے عربی ادب کے کام تفاوت مخفی (nuance) کا

شاہ کار ہیں جنہیں واضح طور پر ادب میں خاتون کی پیش کش

کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ صعبہ ابہام (ambiguity) نے

انہیں مزید اہم بنادیا ہے۔ ان تمام عوامل نے عربی زبان کے

یادی ادب (narrative arts) کی صورت گری میں اہم کردار

انجام دیا ہے، جس کا گھر انعام دینے والے ادبی تنظیم پین (PEN) نے

ترکی مصنف اُرہن پانک اپنے ناولوں کی وجہ سے شہرت

کشمیر کی آزادی --- اب یا کبھی نہیں!

سے ہائے بغیر معاملہ آگئے نہیں بڑھ سکتا۔

سید حمزہ حسین

کنٹرول لائن کی طرف جانے والوں کو بھارتی بیانیے کا علمبردار قرار دے دیا، جو کہ درحقیقت ایک غلط بات تھی۔ عالمی برادری توجہ نہ دے، دو ایشی ملک جنگ کرنے کی پوزیشن میں بھی نہ ہوں تو کشمیر کیا کریں؟ کیا وہ کنٹرول لائن کی پوچاش روک رکھیں؟ پاکستان اور بھارت کے برادری کے لیے باویزہ راہداری کا اہتمام کریں لیکن کشمیر کنٹرول لائن کے آرپارند جاسکیں اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے والا بھارتی بیانیے کا علمبردار کیسے ہو سکتا ہے؟

عمران خان کے ۵ اکتوبر ۲۰۱۹ء کے بیان نے کنٹرول لائن کے خلاف کشمیریوں اور ایل پاکستان کو کسو کر دیا، اس کا مظاہرہ اب تک سلسلہ ہو رہا ہے۔ جماعت اسلامی بریشن فرنٹ سے ظفریاتی اعتبار سے دور ہے لیکن کنٹرول لائن کے خلاف تحریک میں وہ بھی شریک ہے۔ مسلم کافرنس، مسلم لیگ، پیغمبر پارٹی، جمیعت علماء اسلام، عوامی تحریک، تمام قوم پرست جماعتیں اور ان کے کارکن کنٹرول لائن کے خاتمے کی خریک میں ساتھ ساتھ ہیں ملکہ یوں کہا جائے تو بے جانہ وہا کہ باقی جماعتوں کی مجموئی کا دوش سے بھی آگے جماعت اسلامی نے تحریک آزادی کشمیر کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز و محور بنایا۔ ملک بھر میں جماعت نے بے شمار کافرنسیں، مظاہرے اور تقریبات منعقد کیں، جن کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

بھیہر سے سری نگر جانے کے راستے میں چکوٹھی کا مشکل تین مقام بھی آتا ہے، حصہ سالن کاروان کو آگے بڑھنے سے روک دیا گیا۔ ۱۶ اکتوبر ۲۰۱۹ء تک شدید سردوی اور ناقابل بیان حدتک مشکلات میں دھرا دیا گیا۔ جہلم و ملی کے لوکوں نے مہمان نوازی کی حد کر دی لیکن موسم کی سختیاں اپنی جگہ۔ جمou کشمیر بریشن فرنٹ کے آزادی مارچ کو چکوٹھی کے مقام پر روکے جانے پر اسے دھرنے میں بدل دیا گیا۔ اس دھرنے کو جماعت اسلامی یوچھ کے صدر شرشاریت نے سینے سے کالیا تو باقی جماعتوں کے لیے بھی لازم ہو گیا کہ وہ بھی چکوٹھی جا کر دھرنے میں حاضری دیں۔ شارشات کے بلند آنکھ موقوف کے بعد دھرنا ایک زیارت گاہ بن گیا، پورے آزاد کشمیر پاکستان اور دنیا بھر سے آزادی پسند لوگ دھرنے میں پھنس نپس شریک ہونے لگے یا ہمدردی کا انتہا کرنے لگے۔ دھرنے کے میں وسط میں ۱۱ اکتوبر ۲۰۱۹ء کو ایمیر جماعت اسلامی پاکستان سراج الحق نے راوا لوکٹ میں خطاب کرتے ہوئے اس کی جماعت کا اعلان کر دیا۔ ۱۳ اکتوبر ۲۰۱۹ء کو شرشاریت نے بھیڑتی سری تحدیہ کے مصروفین کویا دوادشت پیش کرنے کی کوشش کی جو کہ اپنوں کے ہاتھوں ناکام ہوئی۔ ۱۴ اکتوبر ۲۰۱۹ء کو جماعت اسلامی پاکستان نے اسلام آباد میں خواتین کشمیر کافرنس منعقد

تھیں کشمیر کو کشمیریوں نے کبھی قبول نہیں کیا۔ ۵ اگست

۲۰۱۹ء سے بہت پہلے ۱۹۵۸ء میں جنگ بندی لائن کے خاتمے کے لیے چوہدری غلام عباس مرحوم اور سردار عبد القوم خان مرحوم نے پہلاں تحریک چلانی تھی۔ اس کے بعد مقبول بٹ شہید نے کم از کم تین بار کنٹرول لائن کو روکا۔ ۱۹۸۸ء کے بعد ہزاروں کشمیریوں نے کنٹرول لائن کے آرپار جانے کی روایت قائم کی۔ ۱۹۹۲ء میں جمou کشمیر بریشن فرنٹ نے امام اللہ خان کی قیادت میں کنٹرول لائن کے خاتمے کی مظہم ترین تحریک کا آغاز کیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ دونوں ملک کشمیریوں کے جذبات کا اقرار کرتے اور کنٹرول لائن پر پابندیاں زم کر کے کشمیریوں کی امکونوں کے پورے ہونے کی راہ ہمارا کرتے لیکن ایسا نہ ہوا بلکہ آزاد کشمیر کی جانب سے مقبوضہ کشمیر کا رخ کرنے والے اپنوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ ۱۹۹۲ء کی مظہم ترین کاؤش کے بعد بھی بار بار کنٹرول لائن توڑنے کی تحریکیں جعلی رہیں۔

۵ اگست ۲۰۱۹ء کے بعد آزاد کشمیر اور پاکستان کے لوگوں میں شدید بے چینی پیدا ہو گئی جو اب تک ختم نہیں ہوئی، اور ختم بھی کیسے ہو کہ اب مقبوضہ کشمیر میں شدید کرنیوالیں ماہ ہونے کو ہیں۔ کشمیریوں نے اقوام عالم کے جانے کا انتظار کر کے دیکھ لیا۔ ۲۰۱۹ء کو بھی بریشن فرنٹ نے تیزی نوٹ پوچھ لیا۔ ایک دھرنے کے ذریعے عالمی رائے عارضہ کو متوجہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ پاکستانی وزیر اعظم عمران خان نے کشمیریوں کی تسلی دی کہ ۱۹۵۸ء کو اقوام متحده کی تحریک ہے جبکہ پاکستانی حکمرانوں کی نظر میں کشمیر پاکستان کی شرگ ہے۔ بھارت کے کشمیر کے ساتھ اقتصادی مفاہمات وابستہ ہیں جبکہ پاکستان کے کشمیر کے ساتھ مذہبی اور تہذیبی و قومی رشتہ ہیں۔ اقتصادی مفاہمات کی اہمیت بھی اپنی جگہ مسلم ہے۔

کشمیر کی اس صورت حال کو ہن میں رکھا جائے تو یہ کہہتا چاہرے نہیں کہ دملکوں کی باہمی رقبہ کا سب سے بڑا سب کشمیر ہے۔ دونوں ملکوں کے درمیان سے اگر کشمیر ہٹ جائے تو بلاشبہ پورا صریح اقتصادی اقتدار سے دنیا کا ممتاز ترین خطہ بن سکتا ہے۔ دونوں ملک اپنے اپنے بجٹ کا بڑا حصہ دفاع پر کی لیکن اقتصادی مفاہمات کی زنجروں میں بندگی عالمی برادری بیدار نہ ہوئی تو ایک بار بھر کشمیریوں کے جذبات کی ترجیhani کرتے ہوئے جمou کشمیر بریشن فرنٹ نے بھیڑتا سری نگر براستہ چکوٹھی اکن مارچ کا اعلان کر دیا۔ بھیڑتا سری گل بر استہ چکوٹھی اکن مارچ کا آغاز ۱۱ اکتوبر ۲۰۱۹ء کو ہوا۔ نہیں ایک چھوٹی تھیم ہونے کے باوجود لوگوں کی بہت بڑی تعداد جمou کشمیر بریشن فرنٹ کی پاک پر نکل آئی۔ اس موقع پر عمران خان سے ایک زیادتی کا ارتکاب ہو گیا اور اقوام متحده میں ان کی بہترین تحریر کی عملانی ہو گئی۔ خان صاحب نے

یقیناً یہ عنوان چونکا دینے والا ہے۔ اس لیے نہیں کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ بلکہ یہ نو شدت دیوار ہے کہ بھارت نے ۵ اگست ۲۰۱۹ء کو کشمیر کے ساتھ جو کھلوڑ کیا، اس نے کشمیر کی آزادی کی ایک ناقابل اکار تحقیقت بنا کر رکھ دیا۔ کشمیر میں بھارت کی فوج کی تعداد ۹ لاکھ ہے اور ۴۰ لاکھ ایک کروڑ، یہ بات ناقابل تردید ہے تھیت کاروپ دھار بھی ہے کہ بھارت چاہے حتیاک اور لگائے وہ کشمیریوں کے دل نہیں چیت سکتا۔ اگر یہ مکان ہوتا تو دفعہ ۳۷ اور دفعہ ۵۳ سے کے تحت کشمیریوں کو جو فریب دیا گیا، کشمیری اس پر صبر و شکر کر لیتے۔ بھارت نے کشمیر کو خصوصی حیثیت دے کر دیکھ لیا، قلم و ستم ڈھا کر دیکھ لیا، کشمیری بھی اس کے دام میں نہیں آئے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک تھی حقیقت ہے کہ کشمیر علا قسم ہو چکا ہے اور اس کے سینے پر پہلے جنگ بندی لائن اور اب کنٹرول لائن کے نام سے ایک خون ۶ لاکھ کشمیری ہی گئی۔ بھارت اس لائن کو کشمیر پر قبضے کے لیے اور پاکستان اپنے دفاع کے لیے ایک دیل کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ بھارتی حکمرانوں کے مطابق کشمیر بھارت کا انوٹ انگ ہے جبکہ پاکستانی حکمرانوں کی نظر میں کشمیر پاکستان کی شرگ ہے۔ بھارت کے کشمیر کے ساتھ اقتصادی مفاہمات وابستہ ہیں جبکہ پاکستان کے کشمیر کے ساتھ مذہبی اور تہذیبی و قومی رشتہ ہیں۔ اقتصادی مفاہمات کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔

کشمیر کی اس صورت حال کو ہن میں رکھا جائے تو یہ کہہتا چاہرے نہیں کہ دملکوں کی باہمی رقبہ کا سب سے بڑا سب کشمیر ہے۔ دونوں ملکوں کے درمیان سے اگر کشمیر ہٹ جائے تو بلاشبہ پورا صریح اقتصادی اقتدار سے دنیا کا ممتاز ترین خطہ بن سکتا ہے۔ دونوں ملک اپنے اپنے بجٹ کا بڑا حصہ دفاع پر کی ترجیhani کرتے ہیں اور فائدہ اسلحہ سازوں کو ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دونوں ملک ایسی تھیاروں سے لیں ہیں اور معمولی سی غلطی پورے خطے کو برآہ راست اور پوری دنیا کو بالواسطہ طور پر ایسی تباکاری کے بھیاں کل خطرے سے دوچار کر سکتی ہے۔ بظاہر جنگ منئے کا حل نہیں ہے، چار جنگیں ہو چکیں لیکن مسئلہ کشمیر جوں کا توس برقرار ہے۔ ان حالات میں پُرانی تحریک کے سوا کوئی راستہ نہیں چاہے جنگوں کی تباہ کاریوں کا پورا خط متحمل نہیں ہو سکتا۔ کنٹرول لائن کے خاتمہ اور دونوں ملکوں کی افواج کو ایک دورے کے سامنے

جانب جانے کا حکم دے رہی ہیں۔ یہ خواب اب کشمیر کے پچے پنج کی زبان پر آچکا ہے۔

تیرا نگر میر انگر سری نگر، سری نگر
تیرا شوق، بہر اشوق - لال چوک، لال چوک

فتح کی سمت تحدیر ہے چلو
سری نگر ہے منتظر بڑھے چلو

کربلا کے کشمیر ہے منتظر بڑھے چلو
کشمیر کے پچھی مخون لکیر کے نامے کے لیے جوں نگیر پیش نہ کر کے

آدم اور پر کشمیر یوں اور ہل پا کستان کی جانب سے اس کی حیات سے بھینجا
جھوپر کشمیر کے لوگوں کے عوام کو جانی ہوگی۔ خاص طور پر یاسمن ملک، سیدنلی

لیکانی، آسیاندرا بی و دیگر تحریت پسند کوئے ہلگا یا ہو گا کہوں کیلئے ہیں۔

»»»

باقیہ: پاکستان میں "متوسط طبقے کی موت"

حکومتی شخصیات کی طرف سے کہی جانے والی باشیں ہر کہی
پر آسانی سے قبول نہیں کی جاتیں۔ اگست میں "اپوس" نے
صارفین کا اعتماد جانچ کے حوالے سے کیے جانے والے سروے
میں پایا کہ صارفین کے اعتماد میں کم و بیش ۸۹ فیصد کی واقع ہو چکی
ہے۔ وی فیڈ ریپشن آف جیبریز اف کامرس ایڈنٹیٹری نے
روان ماہ وزیر اعظم کو خط لکھا ہے کہ دو ماہ کے دوران میں
میں کسی بھی سطح پر صحت مند آثار دکھائی نہیں دیے ہیں۔

ایشیت بینک آف پاکستان کے مہماں سروے میں بتایا
گیا ہے کہ کاروباری برادری کا اعتماد بھی متفہ بیل رہا ہے۔
عمران خان اور ان کی جماعت کو حکومت نے میں کلیدی کردار
نوجوانوں، بلکہ طلب نے ادا کیا ہے۔ الیس یہ ہے کہ نسل کو
جب مار کر کیٹ میں شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

اضافی لیکس کی وصولی کے لیے حکومت نے چھوٹے
وکان واروں اور ان کے پیارے نظریں جما کی ہیں۔ یہ
طبقہ خام تو میڈیا اور کے ۲۰ فیصد کا حکم ہے گر برائے نام
بھی انکلیکس ادا نہیں کرتا۔ اگلے مرحلے میں ڈاکٹر اور کا جیسے
پر ٹیکلار کا تعاقب کیا جائے گا، جو اپنا معاوضہ نقد وصول کرتے
ہیں اور لیکس نیت میں آنے سے محظوظ رہتے ہیں۔ خرید و
فروخت کے حوالے سے دستاویزی ثبوت کی شرط نے
کاروباری سرگرمیاں ماند کر دی ہیں۔ ملک بھر میں عوام کی
اکثریت خود غیر رسمی معاملہ سرگرمیوں میں صرف رہی ہے۔
راولپنڈی کے ہارڈ ویز کے ہول سیارہم رفیق قریشی کہتے ہیں
کہ "۰۰ سال کی بڑ دیانتی کو راتوں رات کیے دو کیا جاسکتا
ہے۔ لوگ خوفزدہ ہیں کیونکہ انہیں معلوم نہیں کہ انہیں کتنا لیکس
اوا کرنے کو کہا جائے گا"۔ (ترجمہ: محمد احمد خان)

"The Middle-Class person Is dying".

("The Wall Street Journal". Oct. 17, 2019)

مقبوضہ کشمیر کے رہنماء غلام محمد صفائی نے آزاد کشمیر اور پاکستان کی
حکومتوں کو ۳ نومبر ۲۰۱۹ء تک کی ڈیپلائی انس دے دی کہ وہ
کشمیر کی آزادی کے لیے مطلوب اقدامات کریں وہ میں نے
بعد اگلے لائچی عمل کا اعلان کر دیا جائے گا۔ انہوں نے آزاد
کشمیر حکومت کو پوری ریاست کی نمائندہ حکومت تسلیم کیے
جائے اور آزاد کشمیر کی فوج کی بھالی کا مطالبہ بھی کیا۔

۷۴ راکٹوپر ۱۹۷۷ء سیاہ دن تھا جب بھارتی فوج کشمیر میں
وائل ہوئی تھی۔ اس دن کی یاد میں بھارت پورا احتجاج کیا گیا۔

۵ اگست ۲۰۱۹ء سے لے کر اب تک کے حالات کا
تحریک کرنے اور عمران خان کی جانب سے کنٹرول لائی کی
طرف جانے سے روکنے پر تین بیانات کو مدد نظر رکھتے ہوئے یہ
بات کی جا سکتی ہے کہ متوقع طور پر برپا ہوں فرشت، جماعت

اسلامی اور دیگر آزادی پسند جماعتوں ایک ساتھ مل کر کنٹرول

لائی کو کم از کم ۲ مقاتلات سے عبور کرنے کی کوشش کریں گی۔

آزاد کشمیر کے وزیر اعظم فاروق حیدر بھی ان کے ساتھ ہوں
گے اس لیے کہ وہ اس کا پہلے ہی اعلان کر چکے ہیں اور وہ بارہا

کہہ بچکے ہیں کہ ان کی مر جوہ نافی صاحب اُنہیں بار بار خواب
میں کنٹرول لائی توڑنے اور سر پر کفن باندھ کر سری نگر کی
میں کسی بھی سطح پر صحت مند آثار دکھائی نہیں دیے ہیں۔

ایشیت بینک آف پاکستان کے مہماں سروے میں بتایا

گیا ہے کہ کاروباری برادری کا اعتماد بھی متفہ بیل رہا ہے۔
عمران خان اور ان کی جماعت کو حکومت نے میں کلیدی کردار
نوجوانوں، بلکہ طلب نے ادا کیا ہے۔ الیس یہ ہے کہ نسل کو

جب مار کر کیٹ میں شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

اضافی لیکس کی وصولی کے لیے حکومت نے چھوٹے
وکان واروں اور ان کے پیارے نظریں جما کی ہیں۔ یہ

طبقہ خام تو میڈیا اور کے ۲۰ فیصد کا حکم ہے گر برائے نام
بھی انکلیکس ادا نہیں کرتا۔ اگلے مرحلے میں ڈاکٹر اور کا جیسے

پر ٹیکلار کا تعاقب کیا جائے گا، جو اپنا معاوضہ نقد وصول کرتے

ہیں اور لیکس نیت میں آنے سے محظوظ رہتے ہیں۔ خرید و
فروخت کے حوالے سے دستاویزی ثبوت کی شرط نے

کاروباری سرگرمیاں ماند کر دی ہیں۔ ملک بھر میں عوام کی
اکثریت خود غیر رسمی معاملہ سرگرمیوں میں صرف رہی ہے۔

راولپنڈی کے ہارڈ ویز کے ہول سیارہم رفیق قریشی کہتے ہیں
کہ "۰۰ سال کی بڑ دیانتی کو راتوں رات کیے دو کیا جاسکتا
ہے۔ لوگ خوفزدہ ہیں کیونکہ انہیں معلوم نہیں کہ انہیں کتنا لیکس
اوا کرنے کو کہا جائے گا"۔ (ترجمہ: محمد احمد خان)

"To the BJP, voters send a reminder, writes
Rajdeep Sardesai". ("Hindustan Times". October 25, 2019)

کر کے کنٹرول لائی کے خلاف موقف کو گھر پہنچا دیا۔

جوں کشمیر پیش فرشت کا دھرنا اس وقت ختم ہوا جب دنیا
بھر میں اس کا پیغام پہنچ گیا اور اقوام متحده کے مصروفینے

معاملہ سے اپنے صدر فائز کو آگاہ کرنے کا وعدہ کیا۔ بادل
خواست فاروق حیدر (وزیر اعظم آزاد کشمیر) نے ۲۰۱۹ء کے بعد

مشترک طور پر کنٹرول لائی توڑنے کا اعلان کر کے دھرنا ختم
کر دیا۔ چکوٹی کا دھرنا اس لحاظ سے قابل ذکر تھا کہ اس میں

جماعتی اور تلطیقی تفریق میں مث گی تھی۔ دھرنے میں خواتین اور
بنچے بھی شامل تھے۔ سری نگر سے بھرت کر کے آنے والے

رفیق ڈاٹر، سلمہ بارون، بیٹھارت علی نوری، جہازیب اور دیگر کی
مادر وطن کے لیے ترپ پورے مجھ کو اپنی گرفت میں لے

رہی۔ ڈائیکلیس پر مقبول بڑ کے ساتھ عبد الحمید بڑ اپنے عمر
رسیدہ ساتھیوں حافظ انور ساودی، کماٹر فاروق، نوجوان

رہنماؤں تو قیر گیلانی، مظہور چشتی اور ساجد صدیقی کے ساتھ تکرانے سے
جد باتی نوجوانوں کو آزاد کشمیر کی پولیس کے ساتھ تکرانے سے

روکتے رہے۔ آصف ہاشمی اور ان کی اہلیہ نصرت قریشی کے
ترانوں نے لوگوں کے دلوں کے مر جوہ نافی صاحب اُنہیں بار بار خواب

میں کنٹرول لائی توڑنے اور سر پر کفن باندھ کر سری نگر کو
سردار انور ایڈ و کیٹ نے مسلسل آگاہ رکھا۔

طاہرہ تو قیر آزاد کشمیر کی خواتین کی نمائندگی کرتے ہوئے

اپنے بچوں اور خاندان کے دیگر افراد سیمیت مسلسل بڑی میں
پیشی رہیں۔ جذبے کا یہ عالم تھا کہ خود رام الحروف کو کی

راتیں ایک چادر میں بس کرنا پڑیں، اس لیے کہ دھرنے میں
صرف ایک نیمہ میر تھا جس کی ایک طرف کھلی ہوئی تھی۔

دوسری طرف ۲۰ راکٹوپر ۲۰۱۹ء کو اسلام آباد میں ۵ کلو میٹر

طویل کشمیری پر چھپا کر مقبوضہ کشمیر کے لوگوں سے بچنگی کا
اطھار کرنے والوں میں آزاد کشمیر کے سابق وزیر اعظم سردار

عین الدین، جزل حیدر گل مر جوم کی صاحبزادی عقلی گل اور
صاحب ادہ عبد اللہ گل سرفہرست تھے۔ تاہم ایک الیہ بھی ہوا

اور وہ یہ کہ ۲۲ راکٹوپر ۲۰۱۹ء کو مظفر آباد میں آزاد کشمیر کی
انقلابیہ کشمیری قوم پر ستوں کے ایک اجتماع پر شدید کر کے

اتحاویا گانگت کی فضا کو مکدر کر دیا، جس کی شدید مدت کی گئی
وہ لوگ آزاد کشمیر اور پاکستان کی حکومتوں کی کشمیر کے بارے

میں پالسیوں کے شدید تاذد تھے۔ ایک بار پھر فاروق حیدر
آگے آگے اور انہوں نے معاملے کو مزید بگڑنے سے بچا لیا۔

۲۲ راکٹوپر ۲۰۱۹ء کو آزاد کشمیر کے پیغم تا یہس کے موقع پر
کوٹلی آزاد کشمیر میں عزم جہاد کا لفڑی سے خطاب کرتے

ہوئے جماعت اسلامی پاکستان کے امیر سراج الحق اور آزاد
کشمیر جماعت کے رہنماؤں ڈاکٹر خالد محمود، شارشات اور

کرپشن ہے کیا؟

منیر احمد خلیل

ساری دس نکال دی۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخصیت یا پارٹی جتنی طاقت راور با اختیار ہوتی ہے، اس کے مراج میں اسی تدریف طبقیت بھی پروان چڑھتی جاتی ہے۔ فسطنیت کا یہ خاص ہے کہ وہ بے رحم ہوتی ہے، وہ مخالفت کو گوارانگیں کرتی۔ وہ اپنے مخالفین کو کچھ کے لیے ہر کروہ تدبیر کرتی ہے اور کچھ کے عمل کا جو زنا لئے کے لیے آسان ترین سختی ہے کہ ان پر کرپشن کا الزام لگا دیا جائے۔ فسطنیت، ہتل اور سولینی پر فتح نہیں ہو گئی، یا ایک نظریہ ہے، ایک مراج اور ذمہ دار ہے، جو ہر دور میں نئے عنوان کے ساتھ اپنا وجہ دنونا تی ہے۔ نہیں یا ہو کی صحیوںی سوچ میں فلسطینی اور حساس نہر کی علامت ہیں، اس شر کو جزو سے اکھڑا اُن الناس کے صحیوںی ابجذبے کا اولین تقاضا ہے۔ مصر کے فوجی آمر نے مکمل معیشت کو اس طبق پر پہنچا دیا ہے، حس طبل پر ہماری معیشت کو عمران خان اور پیٹی آئی کی حکومت نے پہنچا دیا، مگر عبدالغفع اُسی کی فسطنی سوچ میں اخوان المسلمون کا خاتمه کیے بغیر اس کے جابر اُن اور سفا کامن اقتدار کی بھاگن نہیں، اس لیے اس کے نزدیک اخوان کو صفتیستی سے مناؤ نالازم ہے۔ امریکی صدر ڈرمپ کی کربٹ ذہنیت نے اقتدار کی پہنچ کے لیے اپنا ایک نسل پر ستانہ بیانیہ متعارف کرایا۔ اس نے صدارتی انتخابی مہم میں امریکا کی اصل گوری نسل کے نوجوان طبقے کے ذہنوں میں یہ تاثر بھایا کہ ان کا احتصال ہو رہا ہے۔ ایکیوں، مسلمانوں اور دینیا بھر سے آ کر امریکا میں بس جانے والے بیک اور براؤن ہاشمیوں نے حصہ اور بن کر اصل امریکیوں کو بخشنی، سماجی اور تہذیبی و ثقافتی طور پر پیچھے دھکیل دیا ہے۔ ان قیمتیوں کو تمکانے لگائے بغیر گوری امریکی نسل کے مفادات کا تحفظ ممکن نہیں۔

بھارت میں آرالیں ایں کی کربٹ ذہنیت کا اپنا نسل پر ستانہ فلسفہ ہے۔ اس کے مطابق بھارت کی دھرتی پر ہم بندوں کی ناتا ہے۔ مسلمان اس دھرتی پر دھگ بیٹھے ہیں۔ وہ اس دھرتی کو اپورتیعنی ناپاک کر رہے ہیں۔ ان کا استھنہ سائبٹ کرنا اوہیک ہے، یعنی ان کا مٹانا ضروری ہے۔ مسلمانوں کو اس دھرتی پر پہنچنے کا کوئی حق نہیں ہے، اگرہیں تو پھر بندوں کو کر رہیں۔

حکومتی، انتظامی اور عوامی حلقوں میں مالیاتی بد عنوانی نہ تی چیز ہے اور نہ ہی کبھی کسی معاشرے نے اسے قانونی اور اخلاقی سند جواز بخشی۔ ہر دور میں ہر جگہ کربٹ افراد کے عمل کو فترت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے، لیکن چیزیں بات یہ ہے کہ

سے ہٹا کر صرف مالی بد عنوانی تک محدود کر دیا جاتا ہے۔ اس کا

فائدہ فاشٹ طبقہ کو یہ ہوتا ہے کہ اس کی بدل اخلاقی، علم و جبر،

جھوٹ اور فریب پر کوئی انگلی نہیں اخatta۔ پھر اس لفظ کرپشن کو

اخلاق، انسانیت و شرافت سے کاٹ دیا جائے تو نسل پرستی،

اندھی نظرت اور سفاک تصب جیسے بہت سے درسے غیر

انسانی رویے برائے کار لانا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ جیلیں

اس پر اسی گوئی فلسفے کا اثر ہے۔ خود ہمارے ملک میں کچھ

سیاسی عناصر کی کرپشن کے با راء میں اسی گوئی فلسفے کا آغاز

کرنے سے پہلے ۲۰۱۱ء موجودہ براقتدار گروہ کے سرخیل

چہاں لفظ کرپشن کی گوئی ہے لیکن کہیں بھی اسے وسیع تاظر

اور اس کے انتہائی اہم اخلاقی پہلوؤں کی روشنی میں نہیں دیکھا

جاتا ہے۔ میرا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ مالی بد عنوانی کرپشن

نہیں یا یہ معنوی جرم ہے۔ کرپشن کی یہ صورت موجودی ہے

اور ناقابل برداشت ہے۔ خود ہمارے ملک میں سیاست

وادن، فوجی، اعلیٰ اور ادنیٰ فوجی افسر، یورو کریٹ، جرنل،

جرنلست، بری کار و باری شخصیات، چھوٹے بڑے سرکاری

اور غیر سرکاری ملاز میں، کہیں زیادہ اور کہیں کم، اس دلدل میں

وہنے ہوئے ہیں۔ لیکن جس حوالے سے میں کرپشن کا ذکر کر رہا ہوں وہ کچھ اور ہے۔ کرپشن کا الزام اپنے ذاتی یا پارٹی، یا

گروہی و نسلی مقاصد حاصل کرنے، کسی حکومت کو گرانے، کسی

کو اقتدار میں لانے، کسی کوفا کے گھات اتنا رنے اور کسی کو بغا

بجھنے، مخالفین کو وہیں و خوار بلکہ میاں بیٹ کرنے کا براہموز جیلو

تھیجا رہنے سے سودا کیا جا چکا تھا۔ اس وقت منصوبے میں شامل

سب عناصر نے طے کریا تھا کہ کرپشن کو بیانہ بنا کر جنم سے

باری مانگی جا رہی ہے اس کے دامن پر ہر طرف سے بدنامی

کے چھینٹے اڑائے جائیں۔ کرپشن کے غبارے میں گوئی کے

فلسفے کے مطابق پوچھنے کی اتنی ہوا بھری جائے اور اسے

اتنا اوپنچا اٹھایا جائے کہ لوگ جدھر سے نگاہ ڈالیں انہیں میاں

نو از شریف اور ان کے خاندان کی کرپشن کے اشتہار والا یہ

غبارہ نظر آئے۔

کرپشن کا داعی کراخا لفین کور اسٹے سے ہٹانے کا یہ

تجربہ دیگر کئی ملکوں میں بھی کیا گیا۔ اس گوئی تجربے کے لیے

سفاک فسطنی مراج کی ضرورت ہوتی ہے۔ درس ازوری

کام یہ کہنا ہوتا ہے کہ لفظ کرپشن کو اس کے وسیع ترین مفہوم

میں وہ الفقار علی بھٹو، الطاف حسین اور عمران خان جیسے نئے سیاست دنوں نے اس کردار وہ مذموم روش کو سیاسی کلپنے بنا دیا اور اپنی اپنی پارٹی سے وابستہ نوجوانوں کے ذہنوں کو اخلاقی گندگی سے آلووہ کر دیا۔ اس روشنے رواداری، تخلی، برداشت، احترام عجیب اعلیٰ اقدار کو تکہ کر دیا اور انکی سیاست کو شدید اعصابی تناؤ اور کشیدگی میں بنتا کر دیا ہے۔ کیا اسے کرپشن نہ کہا جائے؟ ہلکی داش و فقر، علاوہ اور سیاسی مدروں پر لازم ہے کہ کرپشن کا جامع اور شامل مفہوم متعین کریں۔ قلب وہ نہ ایمان کی روشنی، خداخونی کے احساس اور اخلاقی تصور سے عاری ہوتا کسی سے دیانت و امانت کی توقع عبث ہے۔ دلوں میں حلال اور حرام میں اتیاز کرنے والا حصی اور شعوری ترازوں نصب نہ ہوتا حرام سے بچنے کی امید کرنا فربہ ہے۔ جمیع طور پر سارا معاشرہ اخلاقی جو ہر سے خالی ہے۔ ایک ریڑھی والے سے لے کر جزل اسٹوروالے تک، فٹ پاٹھ پر بیٹھے جوتے گا نٹھنے والے سے لے کر صعنکار تک، ایک مزدور سے لے کر مل اور فیکٹری کے مالک تک، ایک ادنی سول یا سرکاری اہلکار سے لے کر سیکڑی تک، ہر آدمی مادیت کی دوڑ میں شریک ہو اور معیار زندگی کے مقابلے میں شامل ہو تو ہوس کی الگ آگ اداروں سے لے کر قوتی و قارہ تک سب کچھ خاکستر کر کے رہتی ہے۔ مالیاتی بدعنوں بیا شہر کرپشن ہے، لیکن یہ زہر یا لاچھل اس لیے لگا کہ سارے چن میں زہر یا مادوں والی بھر کاری ہوئی ہے۔

کرپشن کی تھیک تھیک تعریف متعین کیے بغیر اس کے پارے میں فقط نظر اور عملی روشنیں بدلا جاسکتا۔ سو پہلے اس کی ایک جامع تعریف کیجیے۔

﴿ ﴿ ﴿ ﴿ ﴿

”معارف فیچر“ حاصل کرنے کے خواہشمند خواتین و حضرات اور اداروں سے گزارش ہے کہ اپنے نام اور پتے کے ساتھ (رضا کارانہ طور پر) ۵۰۰ روپے کا ڈاک نکٹ یا کراچی کے کسی بنیک کا اتنی مالیت کا چیک اسلامک رسیرنچ اکیڈمی کراچی، کے نام ارسال کریں۔ آپ کا بنیک بیرون کراچی ہو تو پھر بنیک ڈرافٹ یا منی آرڈر بھیجیں۔ زیر خیرداری موصول ہو جانے کے بعد آپ کے دیے ہوئے پتے پر ”معارف فیچر“ کی تسلیم شروع ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ

گیں کے ہیڑا چالو کر دیے جائیں تو یہ اخلاقی اور معماشی پہلو سے کرپشن ہے۔ حج اور عمرہ عبادت ہیں، اگر اعلیٰ آئین و اقظائی منصب پر فائز شخصیات سرکاری خرچ پر صرف خود حج و عمرہ کریں بلکہ اپنے اہلی و موالی اور اعززہ واقارب اور دوست احباب کو بھی یہ ثواب لوٹنے کے لیے ساتھ لے جائیں تو اسے کرپشن کے سوا اور کیا نام دیا جا سکتا ہے؟

جس نظام میں کرپشن کے خاتمے پر ماہور سب سے بڑے احتسابی اوارے کا سربراہ عمر سیدگی کے باوجود اپنے دفتر میں ایک خاتون کے ساتھ نہایا اور منافی حیا حرکات کرتا پایا جائے اور اس کی وڈیو چلے اور وہ پھر بھی اپنے منصب پر قائم رہے، وہ نظام کرپٹ ہی نہیں بلکہ اخلاقی فساد کی آخری حدود کو چھوڑ رہا ہے۔ عہدوں یا بیان کی پاسداری اسلامی اخلاقیات کا بنیادی اصول اور قرآن و حدیث کی زریں تعلیم ہے۔ اگر ریاست، حکومت اور معاشرے میں عہدوں یا بیان کی پاسداری نہ ہو تو سارا نظام بے اعتبار ہو جاتا ہے۔ لیکن کیا یہ اخلاقی فساد کی آخری حدودیں کمک کا ملک کا آئین سربراہ رہنے والے ایک شخص کا غرض ہے کہ عہدِ معاهدے کوئی قرآن و حدیث نہیں ہوتے کہ ان سے پھر انہے جا سکے۔ اس کرپٹ اور فاسد نظام کا حال یہ ہے کہ دوسروں پر پیلک اور عدالتوں میں کرپشن کا کیس لانے والے وزیرِ اعظم کا اپنا نظریہ ہے کہ نیوٹن (Turn) لے وہ لیڈر کا اتیازی نشان ہے اور جو لیڈر یوڑن نہ دعوں سے پھرنا ہے وہ لیڈر کی اتیازی خصوصیت ہے۔ گورنمنس کے اعتبار سے ملکی تاریخ میں پسندیدن مثال کو نمایہ کی ریاست کہنا ایمانی اور اخلاقی اعتبار سے کرپٹ ہونے کی واضح نشانی ہے لیکن چونکہ کرپشن کو نہ عدالتیں اس کے وسیع اور صحیح مفہوم میں لیتی ہیں، نہ پارلیمنٹ اس کی صحیح تعریف کرتی ہے، نہ مذہبی جماعتیں اس کا گھر اور جامع مفہوم بتاتی ہیں اس لیے اپنی بار بار کی کہہ کر فنی اور عہد ملنی پر فخر کرتا ہے تو اس پر کوئی گرفت نہیں ہوتی۔

لفظ فساد کے لیے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ کرپشن کا لفظ ہی آیا ہے۔ جھوٹ، افتراء، مبالغہ، الزام تراشی، سنسنائی ہاتوں کو حقیقت باور کر کے بے بنیاد پر پیگنڈا، مخالفین کے لیے بذریعی، تھیک، توہین اور بد تینیری ایک عام آدمی کی روشن ہو جب بھی معاشرے میں فساد پھیلتا ہے۔ لیکن اگر ملک کا کوئی بزرگ خود مقول لیڈر یہ سارے کام کرے تو اس سے بیدا ہونے والا فساد نظام کی جزیں کھوکھی کر دیتا ہے۔ ہمارے ملک

کرپشن کو صحیح طور پر بیان نہیں کیا گیا ہے۔ چھوٹے بڑے پیانے پر مالیاتی ہیر پھیر، Kickbacks، غش، دھوکا فرمب، جھوٹ اور اختیارات کے ناجائز استعمال سے مال بنا کرپشن کی معروف صورت ہے۔ کرپشن کا تصور مالی بدعنوں میں محدود ہو کرہ گیا ہے۔ اس کے اخلاقی پہلو کو اہمیت نہیں دی جاتی، انسان کے اندر جلب زر اور غصب و نہب کا رجحان دراصل ایک فساد زدہ ذہنیت اور پست اخلاقی رویے اور حرم وہوں کے میلان کا نتیجہ ہوتا ہے۔ نظرت میں بیٹھا ہوا بگاڑ اور فساد حرام خوری ہی نہیں بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ ہو لانا ک حركات میں بنتا کر دیتا ہے۔ قوم و ملک سے بے وفائی اور غداری تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ سورہ اعراف کی ۵۶ ویں آیت ہے کہ ”زہر میں فساد برپا نہ کرو جب کہ اس کی اصلاح ہو چکی ہو۔“ مطلب یہ ہے کہ خدا کے پیغمبروں، مصلییں، داعیان حق کی مسائی سے انسانی معاشرت، تمدن اور اخلاق میں جو اچھائی کا شعور اچاگر ہو ہے اور اصلاح کی صورت پیدا ہوئی ہے اسے پھر بگاڑ کی نذر نہ کر دو۔

قرآن پاک کے ۹۷ہ درجہ سے زیادہ انگریزی ترجمہ نگاروں میں سے تقریباً نصف نے لا تُفْسِدُوا کا ترجمہ not corrupt, do not spread corruption, cause not corruption کیا ہے۔

ان ترجیوں سے متربع ہوتا ہے کہ معاشرے کی صالح روایات، اعلیٰ اخلاقی اقدار اور نیکی اور راستی کی روشن اور تہذیب و نشاگی کے طرز عمل میں بگاڑ پیدا کر دیتا کرپشن ہے۔ اصول، قاعدے اور ضابطے سے ہٹ کر کیا جانے والا ہر عمل کرپشن ہے۔ ملکی آئین اور دستور سے ماوراء کوئی اقدام خواہ ملک کا صدر اور وزیرِ اعظم کرے، اقظائی مشینری کے چھوٹے بڑے اہلکار کریں، چیف جسٹس کرے یا عسکری اداروں کے سربراہ کریں، یہ کرپشن ہے۔ حکومت کی اہم پوزیشن پر فائز شخصیات کا قواعد و ضوابط توڑ کرا قربا پروری اور دوست نوازی، خاص افراد اور گروہوں کو بے جواز اور ناجائز فائدہ پہنچانا کرپشن ہے، قطع نظر اس سے کہ نوازش و غایبت کرنے والی شخصیات میں سے کسی نے خود اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ سرکاری تکمیلوں کے بعض افسر اگر رشوت خور نہ ہوں گمروقت پر دفتر نہ پہنچیں اور وقت سے پہلے دفتر سے چلے جانے کے عادی ہوں تو ان کا یہ طرز عمل کرپشن کی ایک قسم ہے۔ سرکاری دفتروں میں بڑے افسروں کے آئنے سے بہت پہلے گروہوں میں اسے اسی اور سچھے چلنے گیں اور سردیوں میں